مجموعۂ خیالات سخنوران جادو بیان تالیف لطیف طوطی شکرستان ذہن و ذکا
حصہ اول
حق تالیف محفوظ
مطبع شگوفہ گلزار ادب لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

شکر و احسان اوس آفرینندۂ زمین و زمان کا کس زبان سے ادا کیا جائے جس نے اپنی
قدرت کاملہ سے انسان ضعیف البنیان کو اشرف المخلوقات بنا کر اوسکے دل کو مخزن علوم
و فنون بنایا اور اوسکی زبان کو جو محض مضغۂ گوشت ہے وہ قوت نطق [illegible]
عطا فرمائی کہ اون مخزونات خاطر کو بالفاظ مناسب گاہ گاہ ظہور مین لا کر آویزۂ گوش
سامع کر سکے اور زبان شاعران عذب البیان کو وہ جادو بیانی اور سحر زبانی سکھلائی
کہ سامعین کے دلون کو بے خواست ایک ایک لفظ کی طرف کھینچے اور اس
درجہ اون کے دلون کو محو و مائل کرتی ہے کہ بے اختیار اونکی زبان سے صداے
تحسین و آفرین نکلتی ہے چونکہ اس ہیچمدان ولیم جیکسن کو ابتداے شعور سے شعرا
کے کلام کے ساتھ ایک میلان خاطر ہی اور ہمیشہ سے ان حضرات کے کلام فرحت بخش
و انشراح افزا کا شوق دل مین رہا ہے چنانچہ جب تک کہ شہر لکھنؤ مین تھا اکثر اساتذہ ماضی
و حال کی غزلین حسب سبیل ہے کہ دستیاب ہو سکین بہم پہنچا کر جمع کرتا رہا اب کہ باتباع حکم
محکم گورنمنٹ ہند کے جناب معلی القاب سر جارج ولیم کوپر صاحب بہادر نے جو لفٹنٹ
گورنر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودھ کے تھے ملک اودھ کو بھی ممالک مذکورہ کے
ساتھ شامل کر کے اکثر دفاتر اودھ کے مقام الہ آباد مین جو دار الحکومت جناب ممدوح الیہم
ہے [illegible] مین ترسیل فرمایا۔ تو اس ہیچمدان کو بھی آنا پڑا اور لکھنؤ کے تمام احباب و رفقا
اعزہ و اقربا سے دوری و مہجوری گوارا کرنی پڑی کچھ دنون تک تو طبیعت بہت اوداس
رہی اور نہایت پریشان خاطری اور بے لطفی مین بسر ہوئی آخر الامر اپنے دل کو اوسی

شوق قدیمی کی طرف پھر مائل کیا اور شعراے نامدار کے کلام کے ساتھ جو انس قدیمی
مدت ہاے مدید سے مرکوز باطن تھا از سر نو جلباب خفا سے عرصۂ شہود مین جلوہ
فروز ہوا چنانچہ بعد ادان ہزار تلاش و تفحص یہان کے احباب عنایت فرما کے ذریعے
سے بہت سے دیوان و بیاضین بہم پہونچا کر اپنے مشغلۂ قدیمی مین مصروف ہوا اور انکا
نقل و جمع کرنا شروع کیا بارے الحمد للہ کہ ۱۸۷۰ء مین نتیجہ آٹھ برس کی محنت کا ایک
ذخیرہ ان حضرات کے کلام کا فراہم ہوگیا معہذا یہ خیال اکثر نشتر زن رگ خاطر رہا کہ اگر
خدانخواستہ کسی وجہ اضطراری سے یہ مجموعہ جو سالہاے دراز کی محنت و جانفشانی
سے جمع ہوا ہے تلف و ضائع ہو جاے اور یہ گلدستہ فرحت بخش پائمال خزان گمنامی ہو
تو یہ ساری محنت جو اوسکے اجتماع و فراہمی مین ہوئی ہے رایگان جائیگی اور کبھی اوسکی
اسکی مشام شائقین و سامعین کو معطر نہ کر سکیگی لہذا یہ عزم بالجزم کیا کہ اس مجموعہ کو ردیف وار
ترتیب دے اور مطبوع و مشتہر ہو کر مشغلۂ خاطر اور دل بہلانے کا ذریعہ ہو اور نتیجہ اس
تمام محنت و جانفشانی کا یہ ہو کہ بطفیل کلام شعراے نامی اور نامیان گرامی کے مجھ
گمنام کا نام بھی چندے صفحۂ دہر نا پائدار پر یادگار رہے و باللہ التوفیق امید ہے کہ ناظرین
باتمکین اگر اس ہیچمدان سے اسکی ترتیب اور صحت مین کوئی خطا واقع ہوئی ہو تو ذیل عفو اور
دامن عنایت سے چھپائین اور اس ہیچمدان کو مورد طعن و تشنیع نفرمائین بمصداق
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان یاد لائین آمین ثم آمین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل اختر

تری الفت میں [illegible] کو [illegible] گدائی کا	سوا تیرے کسے زیبندہ ہے دعوی خدائی کا
نہ مثل مہر تاباں ہے نہ شعلے سے مطابق ہے	نہ انداز ہے محبوب کے رنگ طلائی کا
بہار خاک پر جب [illegible]	صدف کو غم ہے اسے بحر کرم در کی جدائی کا
ترے داغ جنوں ہیں کیونکہ چشم زار کے [illegible]	نہایت شک ہے ہونٹوں پہ مسی کی رسائی کا
قفس میں بند ہوں نے بال و پر ہوں [illegible]	سبب ہے کونسا صیاد اب میری رہائی کا
شہید ناز معشوق پری چہرہ ہوا عاشق	[illegible] ہوا اس محتسب رو حنائی کا
[illegible] خال عارض [illegible] اختر تاباں	نہ ہوگا دل [illegible] بدلا [illegible] کا

غزل داغ

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا	کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا
کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا	ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا
جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا	تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا
یہ مزہ تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی	نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا
ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے	اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا
یہ وہ درد دل نہیں ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی	اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

غم عشق میں مزہ تھا جو اسے سمجھ کے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مئے خوشگوار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھے کیا الٹ نہ دیتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

تمھیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل
یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

غزل غالب

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا
کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

غزل آباد

سب سے ہیں تیرے ناز ہیں اے یار جدا
گفتگو کا بھی نیا ڈھنگ ہے رفتار جدا

یار کے پاس سے کس طرح ہوں اغیار جدا
پہلوئے گل سے کبھی ہوتے نہیں خار جدا

دل تو ہے یار کے ملنے کا طلبگار جدا
حسرت دید میں ہیں دیدۂ بیدار جدا

کچھ مجھے شغل نہیں ہونٹ چبانے کے سوا
جیسے ہونٹوں سے ہوئے لعل لب یار جدا

تیرے عارض سے ملی رہتی ہیں تیرے گیسو
چاندنی سے نہیں ہوتی یہ شب تار جدا

قبر میں بھی یہ مجھے چین نہ لینے دیگا
میں ہوں مدفون جدا اور دل زار جدا

کیوں نہ تو سب سے الگ شعر کہے اے آباد
تیرا انداز جدا ہے ترے گفتار جدا

غزل دولہ

ہے ذرِ دندان کو شپک آبِ گوہر سے جدا
شکوہ دانتون مین ترے ای ماہ اختر سے جدا

اوسکے ہر ہر گام پر سو سو طرح کا ناز ہے
جلوۂ قامت ہے کچھ سرو و صنوبر سے جدا

روشنی شمع طور آنکھون مین اپنی ہے سیاہ
ہو گیا مین آہ کس ماہ منور سے جدا

سرگذشت اوسنے نہ پوچھی یہ ہوس دل مین رہی
کر دیا قاتل نے یون ہی سر کو خنجر سے جدا

ہاے نیند آئے جو پہر کروٹ پڑا کیسے کس طرح
مین کبھی سویا نہین پیارے دلبر سے جدا

وصل کی کس رشک گل سے رات کو ٹھہری ولا
دونون جانب ہوتی ہین سامان خود سر سے جدا

شانہ و پان و مسی و عطر و سرمہ ہار پہول
وان جدا ہین تم سے عطر عود و عنبر سے جدا

وصل مین ہو کر ہم آغوشی سے میری تنگ وہ
یون لگے کہنے تو ہو جا میرے بستر سے جدا

عشرت دل مل الٰہی اوسنے کیا قیامت ہے کہ آج
وہ خفا بیٹھے جدا ہین تم مکدر سے جدا

ربط سے اوس سنگدل کے دل کو دولہ تو بچا
شیشہ نازک ہے رکھیے اسکو پتھر سے جدا

غزل شائق

کیا پڑے سے پڑ رہے جو نامہ ہمارا
خطا اونکی کیا ہے یہ لکھا ہمارا

سنا کرتے ہین سب مین گوش دل سے
نہایت ہے دلچسپ قصہ ہمارا

نہ دل ہے قابو نہ کچھ چشم تر پر
نہ ساغر ہے اپنا نہ مینا ہمارا

اشارا کیا تھا جو کل ہنسنے تم کو
ذرا تم نے مطلب نہ سمجھا ہمارا

لٹوے ایسے کہ دنیا مین ہے گل
رہے نام باقی تمہارا ہمارا

شب تار فرقت مین اختر کی مانند
چمکتا ہے کیا داغ سودا ہمارا

وہ دل لے کے بوسہ جو دیتے ہین ہمکو
سفتہ رہا یہ وثیقا ہمارا

دیا تم نے بوسہ تمہارا بھلا ہو
نہ دیتے تو کیا زور چلتا ہمارا

جو پوچھا کہ شائق سے کیا تمکو نسبت
تو بولا وہ ہنسکر کہ شیدا ہمارا

یہ جو سبزہ پڑا تہا جسکے اوٹھ [...]
گلو دیکھا چمن مین معجزہ باد بہاری کا

ہزار کیسے بلبل کے فروغ حسن گل کیا
دل نادان یہ تہا اک شعبدہ باد بہاری کا

سموم غم سے موتے خشک ہین گلہای داغ دل
مدد ای چشم گریان وقت ہی ابر اشکباری کا

ملاتے ہی نگہ کے کیون نہو عاشق کا دل ٹکڑے
ہر اک نوک مژہ پر ہی کھنچا نقشہ کٹاری کا

نہ یہ دلمین اگر ہوتی تو کیون ہر سو سی کہو جاتے
خدا دنیا مین کالا منہہ کرے امیدواری کا

جہم آج جل ہی کون اختر میرے طالع مین
کہ شب بہر مجکو رہتا ہی حساب اختر شماری کا

طبیب اس درد دل سی تیرا ہمسایہ کیون تڑپے
اثر پہلو کو ہوتا ہی جگر کے زخم کاری کا

غزل رند

مزہ دل سے اوٹھا جاتا ہی لطف زندگانی کا
مجھے پیری مین یاد آتا ہی جب عالم جوانی کا

برنگ فصل گل جہان ہے موسم جوانی کا
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تہا اونکا
پٹا پڑتا ہی جوبن اب یہ عالم ہے جوانی کا

تری خلوت سرا جیسے بنایا خانۂ دل کو
دیا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

ہنسی سے گالیان دیتی ہو دو پر مجکو یہ ڈر ہی
غضب ہوگا اگر لپکا پڑیگا بد زبانی کا

رہا افسانۂ عشق و محبت ناتمام اپنا
کیا ہی خاتمہ بالخیر کس نے اس کہانی کا

دل مضطر کو فرقت مین بڑی تسکین ہو سکتی
کمال مہربانی ہی جو بہیجا دو نشانی کا

پس از مدت جو آئی بھی طبیعت لو کہان آئی
نہ بوسہ ہی خط جہان موقع نہ پیغام زبانی کا

عیادت کو وہ آئے تھے مگر ہم غش مین لیٹے تھے
نہ دیکھی اونکی صورت بھی برا ہونا توانی کا

ادا ہی حور و پری بتلاتی ہین جنکو لوگ انسان ہین
کہین روح مجسم بھی لقب ہی میرے جانی کا

زبان قاصر ہی کیونکر اسکا شکریہ ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کا نظر کا مہربانی کا

گھلا کر میرے جسم زار کو اسکی جدائی مین
فراق یار نے پتلا بنایا ناتوانی کا

جوانی تک مزہ تہا شاعری کا رند سنتے ہو
بڑھاپا آگیا گذرا زمانہ شعر خوانی

غزل وزیر

گر دم عشق خیال خط جانان ہوگا
پھر تو جو خط میں لکھوں گا خط ریحان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوئی نہ گریان ہوگا
زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھوں میں پری رتبۂ وحشیان ہوگا
طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونیکا بس جانے دو
ابھی رومال نچوڑوں گا تو طوفان ہوگا

یار جائیگا ادھر دل سے ادھر صبر و قرار
صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اوسنے تلواریں لگائی ہیں مجھے ہنس ہنس کے
گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

چاندنا لے میں مجھے دن کو نظر آئیگا
میری آغوش میں جب وہ مہ تابان ہوگا

ہوگا بیدار وہیں سبزۂ خوابیدۂ قبر
میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

اور بھی قاتل عالم پہ مری گی غلطت
کبھی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا

پانوں سو جائینگے تو خواب میں کھینچیگا مجھے
نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہو کے مایوس سگ یار پھریگا جو وزیر
استخوان میرے ہما کھا کے پشیمان ہوگا

غزل شرم

پیار کرنیکا ہنر تب مجھے حاصل ہوگا
نشۂ مے سے وہ بت جسگھڑی غافل ہوگا

یوں تو غصے میں تو کہتا ہے نہ بولونگا کبھی
چھوڑ سے اوس شوخ کو کب تجھسے یہ ایل ہوگا

التجا کرکے میں سیکھونگا ہر اک فن اوس سے
عشقبازی میں سوا مجھ سے جو کامل ہوگا

حور بھی دیکھکے شرمائیگی جسکے عارض
اس گل تر سے بھلا کون مقابل ہوگا

تیر مژگان سے جگر ہونگے لاکھوں زخمی
تیغ ابرو کو جو دیکھیگا وہ بسمل ہوگا

چودھویں رات جو آئیگا مرا رشک قمر
میرے طالع کا ستارہ مہ کامل ہوگا

ایک دن یار کی رفتار کریگی پامال
صورت نقش قدم زیر قدم دل ہوگا

دیکھیے نکلیگی کسدن ہوس بوس و کنار
کب گلے میں ترے یہ ہاتھ حمائل ہوگا

چاہ کس واسطے اظہار کرون مین اپنی ⁂ ہے سمجھدار تو خود دل مین ترے قائل ہوگا

اور کو کیا ہے غرض یہ تو بتا اے ظالم ⁂ بوسہ مانگیگا وہی جو ترا مائل ہوگا

یون نہین ہر روز بڑھا حسن جو ماشاء اللہ ⁂ ہے پری آج تو کل حور شمائل ہوگا

زلف تیری جو پریشان ہا کرتی تھی ⁂ کوچۂ زلف مین اے جان مرا دل ہوگا

رنج ہوئیگا فقط عشق مین اوسکے اے شرم ⁂ بس سوا اسکے مجھے خاک نہ حاصل ہوگا

غزل اعظم

قسمت مین ہے وہ زلف گرہگیر دیکھنا ⁂ اے شانہ آہ مین مرا خط تقدیر دیکھنا

لیلی کو کھولنے دو ذرا گیسوے دراز ⁂ مجنون کے بند بند مین زنجیر دیکھنا

آنکھون کی آرزو یہ ذرا تجھے نگاہ [illegible] ⁂ [illegible] آپ کی تصویر دیکھنا

دل مین مرے بتون کا گذر نے تو دو خیال ⁂ کعبے مین جلوۂ بت بے پیر دیکھنا

رغبت کی آنکھ سے نہ بتو تم نگاہ کر ⁂ اے نخچیر گناہ ہے تصویر دیکھنا

خالی نجائیگا تری ابرو کمان کا وار ⁂ جو تیر دیکھنا مع نخچیر دیکھنا

سرمہ کریگا خاک کف پا کو یا علی ⁂ اعظم کا اعتقاد مرے پیر دیکھنا

غزل عاشق

پھنس گیا ہے دل ہمارا دس پنجر سے دیکھنا ⁂ وہ سمجھتے ہین گنہ سیدھی نظر سے دیکھنا

دیر سے مشتاق بیٹھے ہین تمہی دیدار کے ⁂ آج ہمکو بھی ذرا سیدھی نظر سے دیکھنا

مر گیا عاشق تمہارا لو ہوا قصہ تمام ⁂ کوئی دم مین جائیگا لاشہ ادھر سے دیکھنا

دوستو کہدو نہ پیٹھ مجھسے قاتل ہے تماشا ⁂ خون ٹپکتا ہے مرے زخم جگر سے دیکھنا

سن جگر نالے مرے اوسوقت بیٹھو گے [illegible] ⁂ یہ صدا رونیکی آتی ہے کدھر سے دیکھنا

دیکھیے کمبخت قاصد ابتلک آیا نہین ⁂ دوستو کوئی بھی آتا ہے ادھر سے دیکھنا

سر جھکا نی دیتو عاشق کو ابھی جلدی سے کیا ⁂ تیغ کیون کھینچی ہے تو نے اب کمر سے دیکھنا

غزل قیصر

گھونگھٹ سے نہ نکلا کبھی رخسار تمہارا
تڑپا ہی کیا طالب دیدار تمہارا

کی پنجۂ جانان سے نے بہت دست درازی
سیدھا نہوا گیسوئے خمدار تمہارا

مارا ہمیں ہای جان لگاوٹ نے تمہاری
آخر کو ہوا دشمن جان پیار تمہارا

گبھراؤ نہ اکدم کے لیے بیٹھ تو جاؤ
دنیا سے اوٹھا جاتا ہی بیمار تمہارا

زنجیر سر زلف دوتا پاؤن مین ہوگی
یون حشر مین جائیگا گنہگار تمہارا

زائل نہوا قبر مین بھی درد محبت
مرکر بھی نہ اچھا ہوا بیمار تمہارا

دیکھوگے قیامت مین جو رحمت کی نظر کر
بیچ جاہی نہ جاویگا گنہگار تمہارا

نہ چتر کی خواہش ہی نہ ہی ظل ہما کی
کافی ہی مجھے سایۂ دیوار تمہارا

ای جان جہان کیسے ہی دروازہ پہ حاضر
باندھی ہوی ہاتھون کو گنہگار تمہارا

مرنے پہ بھی قیصر نہ کھلے راز محبت
لاشہ بھی نہ نکلے سر بازار تمہارا

غزل خلیل

دم توڑتا ہی ہجر مین بیمار تمہارا
جلد آئیے چھٹتا ہی گرفتار تمہارا

آنا ہی غنیمت ہی مجھے یار تمہارا
آنکھون پہ رہو دل پہ نہین بار تمہارا

کچھ رنگ دکھایا اثر عشق نے میرے
مرجھا یا ہوا ہی گل رخسار تمہارا

تعریف پہ دانتون کی بگڑتے ہو جو مجھسے
کیا ٹوٹ گیا موتیون کا ہار تمہارا

گل پھولتے ہین باغ مین جانے سے تمہارے
ہے باد بہاری قدم ای یار تمہارا

غلطاں نکیا حور سے فردوس مین جاکر
مرکے بھی ہمین پاس رہا یار تمہارا

جاگوگے مرے ساتھ شب وصل مین گر تم
رکھونگا لقب دولت بیدار تمہارا

عاشق ہون بتو تم مجھی جو چاہو سزا دو
اللہ کا بندہ ہون گنہگار تمہارا

جیب کس لیے رہتے ہو خلیل جگر افگار
بتلاؤ تو کیا حال ہے ای یار تمہارا

غزل رند

حقیقت میں تو سب منظور خاطر یار نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنیکی
مقابل آئینہ تھا ہاتھ میں کاکل کے شانا تھا

جو مر جاؤں تو لوح قبر پہ میری یہ کھدوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

بھری رہتی تھیں اسمیں صورتیں آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہیں پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل میں تیرا ہی فسانا تھا

برا یا کیوں مرض اپنا کیا کیا تو نے او نرگس
ان آنکھوں سے تجھے بیمار آنکھیں کیا لڑانا تھا

ازل ہی سے الفت ہے حسینان آب و گل میں سے
مزاج اپنا لڑکپن میں بھی از بس عاشقانا تھا

چھڑایا رند ہمسے آسمان نے اسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اوسکا آستانا تھا

غزل وحید

جب نہ تھا یہ عشق حال یار کیا معلوم تھا
مظہر توحید ہیں رخسار کیا معلوم تھا

ہم ابھی تک کہہ رہے ہیں عشق میں جاتی ہی جان
پھر نہ کہنا او بت عیار کیا معلوم تھا

سچ تو ہے کس طرح سے آتے عیادت کیلیے
تمکو حال عاشق بیمار کیا معلوم تھا

کیا خبر تھی مجھکو اپنے بس میں کر لینگے حضور
اور پھر ہو جائینگے بیزار کیا معلوم تھا

نقد دل کو لیکے آ نکلے تھے اک امید پر
لاؤبالی ہے تری سرکار کیا معلوم تھا

ہم یہ سمجھے تھے کہ ہونگے وصل میں تجھ پر نثار
جان لیگی حسرت دیدار کیا معلوم تھا

پہلے آسان جانتے تھے آپ کی الفت کو ہم
زندگی ہو جائیگی دشوار کیا معلوم تھا

یہ خبر ہوتی تو اوسکو دل دیتے ای وحید
قول سے پھر جائیگا وہ یار کیا معلوم تھا

غزل طبیب

دل مبتلائے زلف گرہ گیر ہو گیا
قد خمیدہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

شکوہ جو میرے دہر کا تحریر ہوگیا
قرطاس نامہ کاغذ کشمیر ہوگیا

آیا نہ حرف شکوہ کبھی میرے لب تلک
سینہ فراق مین ہدف تیر ہوگیا

ہو روسیاہ زردی رخ اوسکے ہاتھ سے
رسوا ہوا مین عشق مین تشہیر ہوگیا

اوس گل کے منہ کو دیکھکے ہر غنچہ باغ مین
ساکت بسان بلبل تصویر ہوگیا

کیونکر اوڑے یہ طائر جان عشق زلف مین
پھندا ہر ایک بال کا زنجیر ہوگیا

سرگشتگی طالع منحوس دیکھیے
دل دیکھے اونکو مورد تقصیر ہوگیا

کیا کم تہا تیرا خنجر ابرو برای قتل
سفاک تو جو دست بشمشیر ہوگیا

صورت کو تیری کھینچکے خود صانع ازل
حیرت سے محو صورت تصویر ہوگیا

سب سرنوشت لکہکے مری پہر نظر جو کی
حیران آپ کاتب تقدیر ہوگیا

مونگے ز اوسکے ہاتہ کی جب دیکھی جہلک
خجلت سے غرق قلزم تشویر ہوگیا

جو وصف مین نے ابروی خمدار کا لکہا
ہر ایک حرف جوہر شمشیر ہوگیا

اوستاد کی توجہ خاطر سے ای طبیب
ملک سخنوری مین تو اب میر ہوگیا

غزل شائق

ہو جو کسی دل کا ستانا نہین اچہا
ہمراہ رقیبون کے یہ آنا نہین اچہا

کر خوف مکافات نصیحت کو مری سن
پروانے کو ای شمع جلانا نہین اچہا

گلرویون کی الفت مین ہی نقصان دل و دین
یہ بار کسی طرح اوٹہانا نہین اچہا

ہم جان سی شیدا ہین مگر تمکو ہی غفلت
جو یاد کرے اسکو بہلانا نہین اچہا

غیرون سے لگے ملتے ہو اور ہمکو تو منع جب
در پردہ بہی آواز سنانا نہین اچہا

جو دل مین ہو وہ صاف بیان کیجیے صاحب
محرم سے کوئی بات چہپانا نہین اچہا

رونے سے وہ اکبات پہ ہو جاتی ہین برہم
ای جوش جنون شور مچانا نہین اچہا

رحم انہین نہین نام کو بیمہر دغا ہین
دل ایسے حسینون سے لگانا نہین اچہا

اچھے تو نہ عقبیٰ کی بہی کر فکر تو شائق   یون عمر گرامایہ گنوانا نہین اچھا

غزل مونس

وہ ماہ لقا دل کا جلانا نہین اچھا   ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا

[illegible]سی لب نگین چھپانا نہین اچھا   یاقوت پہ یہ داغ لگانا نہین اچھا

[illegible]تی ہی نہین ہین مرے گلرو کی سودری   ای باد صبا خاک اوڑانا نہین اچھا

الجھا کے مت زلف مین کیا پیچ دیا ہی   بس بن چکے سودائی بتانا نہین اچھا

ہو جائیگا سودا مجھے زلفین نہ سنوارو   ہشیار کو دیوانہ بنانا نہین اچھا

پچتاؤ گے اے جان جہان ہاتھ ملوگے   اسوقت مری پاس سے جانا نہین اچھا

[illegible]سب خندہ نہ کر ذہن ہین تاہون مانی   عاشق کو مری جان ستانا نہین اچھا

دکھلا دو مجھے ماہ لقا چاند سا مکھڑا   بس خون جگر مجھ کو پلانا نہین اچھا

ہو جائیگا دل خون ہمارا شب وعدہ   منہ ہی سے لگا نیکا بہانا نہین اچھا

لکھنا اسی مصرع کو مری سنگ لحد پر   موت اچھی ہی پہ دل کا لگانا نہین اچھا

مونس کی گلستان نہین ہی آنکہ لگی ہی   ای بلبلو یہ شور مچانا نہین اچھا

غزل عالم

خود ہوسے رسوا مجھے رسوا کیا   جس جگہ بیٹھے مرا چرچا کیا

عمر گذری روتے مجکو ہجر مین   کیا کیا ای عشق تونے کیا کیا

گر یہی قسمت مین لکھے تھے ستم   مجھکو کیون اللہ نے پیدا کیا

وان ہوا شانہ جو زلف یار مین   خود بخود یان دم مرا الجھا کیا

ایک لحظہ بھی نہین دل کو قرار   کیا ہوا ہی مجھکو اوسنے کیا کیا

دیتے تھے جب نذر اونکو جان و دل   پھر ہوا افسوس ہمنے کیا کیا

وعدہ ہمسے تہا بلایا غیر کو   یہ نیا ڈھنگ آپنے پیدا کیا

داغ دل کا حال اپنے کیا کہون
آتش شعلہ رات بھر بھڑکا کیا

عشق مین تجھ سے گلہ ہی الفلاک
مجھکو کس بیرحم پر شیدا کیا

ایسے نامنصف کو عالم دل دیا
حیف دانستہ یہ تمنے کیا کیا

غزل قارر

حیف شبگونکا ہمارے دلکو سودا ہو گیا
کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا

بیٹھے بٹھلائے نہین معلوم یہ کیا ہو گیا
وہ اٹھے پہلو سے دلمین درد پیدا ہو گیا

اوس بت کافر پہ اپنا دل جو شیدا ہو گیا
دیر مسجد ہو گئی کعبہ کلیسا ہو گیا

خاک اوڑائی کو بکو ہمنے تلاش یار مین
جامۂ ہستی ہمارے تن پہ میلا ہو گیا

دلمین جب آئی کدورت وہ صفائی پھر کہان
آئینے پر جب غبار آیا وہ اندھا ہو گیا

سختیان ایسی وہ ٹھائین ان بتونکے ہجر مین
رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا

آج پھر کیا ایک مدت سے یہی معمول ہے
فصل گل آئی ادھر بس مجھکو سودا ہو گیا

عشق جانان نے ہمارے دل مین جا کی اے قارر
غم کے رہنے کے لیے بارے ٹھکانا ہو گیا

غزل وحید

جلوۂ عارض نظر زیر نقاب آیا تو کیا
منھ پہ رکھکر چاند دامان سحاب آیا تو کیا

آپ تو وقت سحر کوٹھے پہ آتے ہی نہین
اوج گردون پر چمک کر آفتاب آیا تو کیا

دل سے ایسا ہی سمجھتو وہ تو کیا اچھی تھی بات
خط مین لکھا عاشق شیدا خطاب آیا تو کیا

اب بھی آجاتا تو ہو جاتی ہماری زندگی
بعد مرنے کے اگر خط کا جواب آیا تو کیا

اے وحید ایسا جوانی مین نہ جب آیا خیال
وقت پیری جانب راہ صواب آیا تو کیا

غزل تسلیم

دردمندونکی نہین تقدیر مین کچھ تا شباب
کوئی طفل اشک محرومی سے پہونچا تا [illegible]

پارسائی ہو چکی آؤ نکالین سر تمین
خاک مین ناحق ملاتے ہو [illegible] اپنا [illegible]

کمسنی مین ملکی منهدی خون کو لاتے ہین ہمین — دیکهیے کیا رنگ لاتا ہی ابهی اونکا شباب

دیکهتے ہین جب کسی نوخیز کی اٹکهیلیان — داغ دیجاتا ہی یاد آکر ہمین اپنا شباب

کچهہ سمجهکر جمع کی تهین دلمین اپنے حسرتین — کیا خبر تهی داغ دیجائیگا یون اپنا شباب

اب تمنا کی تمنا اے دل ناکام کیون — ہوگئی رخصت جوانی دیگیا دهوکا شباب

مل گئے جب خاک مین ثابت ہوا سب خاک تها — کیا بڑہاپا کیا لڑکپن کیا جوانی کیا شباب

وقت مشکل خود غرض تهے نہین ہمدم کا ساتهہ — آرزوئین رہگئین دل مین گیا تنہا شباب

کیسے کیسے جوش کیا کیا راتدن اٹهتی ہی موج — دل مین کردیتا ہی پیدا عالم دریا شباب

بیخودی حسرت تمنا ولولہ وحشت جنون — سو طرح کی آفتین اک جان پر لایا شباب

آج یہ عالم ہی کیا کیا ہوتی ہوگی مشق ناز — جن دنون تسلیم چرخ پیر کا ہوگا شباب

غزل احمد

خفا ہوگئے کیون ہمسی جاتے ہو صاحب — ہوئی کیا خطا کچهہ بتاتے ہو صاحب

نہین پاس غیرونکے بیٹهے تهے کل تم — خدا کی قسم آج کهاتے ہو صاحب

لپٹ جاؤ سینے سے اب ہاتهہ کسنا — کیون ہنس ہنس کے مجکو رلاتے ہو صاحب

شب وصل ہی خوب لمجاؤ اب تو — حیا سے کیون گردن جهکاتے ہو صاحب

نہین ان مین احمد ذرا بو ہی الفت — حسینون سے کیون دل لگاتے ہو صاحب

غزل ولی

جو ہر وقت زلفین بناتے ہو صاحب — یہ آفت مرے سر پہ لاتے ہو صاحب

کبهی میرے گهر تم جو آتے ہو صاحب — تو غیرون کو کیون ساتهہ لاتے ہو صاحب

جو مانگا رخ و زلف کا ہم نے بوسہ — بگڑتے ہو کیون نہ بناتے ہو صاحب

بہت دنکے بعد اب جو آنا ہوا ہے — تو یان سے کہان جانے پاتے ہو صاحب

رقیبون سے پردہ جو کرتے نہین ہو — یہ در پردہ مجکو جلاتے ہو صاحب

اوٹھایا ہی کیا قتل کا میرے بیڑا — جو خوش ہو کے یوں پان کھاتے ہو صاحب
ولی اب کریگا وہ سب بے اعتنائی — جو عشق اپنا اوسکو جتاتے ہو صاحب

غزل صفیر

نیا نازنت ہتکسات دکھاتے ہو صاحب — رقیبوں سے آنکھیں لڑاتے ہو صاحب
ہمیں حکم ہووے تو کاٹیں گلے کو — عبث تیغ ابرو چڑھاتے ہو صاحب
نہیں ہو جو عاشق تو کیوں جیکے چپکے — غم و غصہ و رنج کھاتے ہو صاحب
لیا ایک بوسہ صفیر حزیں نے — تو گالی ہزاروں سناتے ہو صاحب

غزل وحید

یہ کیا نیند ہے کیسے سوتے ہو صاحب — مرا صبر و آرام کھوتے ہو صاحب
ملاقات کل تم سے کیا پھر نہ ہوگی — یہ کیوں آج پل پل کے روتے ہو صاحب
کسی دل گرفتہ سے کیا ہاتھ کھینچا — جو یوں پاؤں پھیلائے سوتے ہو صاحب
چھپاتے ہو جو گل سا رخسار مجھسے — یہ کانٹے مرے حق میں بوتے ہو صاحب
وحید آج کسکا خیال آگیا ہے — جو ہر لحظہ چھپ چھپ کے روتے ہو صاحب

غزل عاشق

یارب نصیب ہوگا مجھے وصل یار کب — نکلے گی دل سے حسرت بوس و کنار کب
ناصح نہ کوے یار میں جانیکو منع کر — ہے اپنے دل پہ آہ مجھے اختیار کب
اے جان زار دل تو فدا اُسپہ ہو چکا — اب تو بتا کہ یار پہ ہوگی نثار کب
وحشت میں ہم تجھے بھی پریرخ کے تار — کھیلا نہ ہمنے مرغ جنونکا شکار کب
عاشق زبانکو لطف خموشی سے کام ہے — غرہ ہو شعر پر یہ ہے اپنا شعار کب

غزل نسیم

جانتے ہیں ہمسے شرمائینگے آپ — عمر بھر اے جان ترسائینگے آپ

کب بہلا ہمکو یقین آتا ہے یہ — مہربانی آج فرمائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی — میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور — پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ
کیا ارادہ ہے ذرا ہم بھی سنین — بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
کل کے سب اقرار پورے ہو گئے — آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ
خیر ہے بستر اوٹھایا کیون نسیم — اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ

غزل شرم

بوسہ دیتے نہین حسین پہ مغرور ہین آپ — بےمروت انہین باتون سے تو مشہور ہین آپ
روکے مین نے جو کہا پاس مرے بیٹھ آکر — ہنسکے بولا وہ ستمگر کہ بہت دور ہین آپ
نہ محبت ہے نہ شفقت نہ ترحم نہ کرم — سخت ہے سنگ سے دل کیا کرین مجبور ہین آپ
گلے ملتے ہی کلیجہ ہوا ٹھنڈا میرا — سوزش دل کے لیے مرہم کافور ہین آپ
لب میگون کا جو بوسہ لیا گستاخی سے — ہم یہ سمجھے تھے کہ نشے مین بہت چور ہین آپ
دیکھکر رنگ مرا زرد وہ ہنسکر بولے — ہمکو معلوم یہ ہوتا ہے کہ رنجور ہین آپ
ہون ہمار وزن تو ذرا تک جو کہین ہم اے شرم — نظر انداز ہو کیونکر کوئی مستور ہین آپ

غزل حیرت

یہ نہ معلوم تھا اسطرح کے عیار ہین آپ — ہمتو سمجھے تھے محبت کے سزاوار ہین آپ
ہم نے مانا کہ حسینون مین طرحدار ہین آپ — قدردانی نہین عاشق کی تو بیکار ہین آپ
سنے طرح پڑتی ہے اب تو مرے پہلو پہ نظر — اس سے ثابت ہے کہ خواہان دل زار ہین آپ
مجھکو اظہار محبت کی ضرورت کیا ہے — جب مرے دل کی حقیقت سے خبردار ہین آپ
خود ہی دل سحر نگاہی سے تو بیہوش کیا — اور فرماتے ہین کس چشم کے بیمار ہین آپ
رنج و راحت کا تصور نہین اب مجھ کو عطا — مین تو ہر حال مین مجبور ہون مختار ہین آپ

آئینے کو بھی نہ چہیڑیگا نہ روئیگو حیرت | ہمنے جانا کہ بڑے صاحب انکار ہین آپ

غزل بیدار

چپ چپاتے جنکی باتین تمنے دیکہا یار چپ | مے بہی چپ مینا بہی چپ ساغر بہی چپ میخوار چپ

باغ مین دیکہا تجمل کچہ نہ تہا وقت خزان | گل بہی چپ بلبل بہی چپ بیجان بہی چپ گلزار چپ

یار تو ہشیار ہو لذت نہین دنیا کے بیچ | خلق چپ اخلاق چپ بازار چپ گفتار چپ

محتسب تو حال سے دنیا کی ہی کیون بیخبر | وہ لگا کہنے کہ چپ سو بار چپ ہر بار چپ

مطرب و رقاص چپ ہیں زیر و بم مزمار چپ | چنگ چپ مردنگ چپ قانون کے ہیں تار چپ

جب وہ قاتل ہو گیا چپ اوسکو باعث کیا سبب | مین بہی چپ مفتی بہی چپ قاضی بہی [illegible] چپ

چپ چپاتی جنکی باتین اوسسے جا کر تو پوچھ | لب بہی چپ ہے اور لسان چپ ہے بدہ [illegible] چپ

غزل مونس

کوئی گھڑی وصل کی آئی تمام رات | باتون مین اوس پری نے گنوائی تمام رات

فرصت نہ اوسنے وصل کی پائی تمام رات | مہندی لگائی زلف بنائی تمام رات

اوس شوخ نے تو راہ دکہائی تمام رات | کیون بوہی زلف تو بہی نہ آئی تمام رات

قسمین بہی دین باتین بہی کین منتین بہی کین | اوتری نہ اسکے منہ سے دولائی تمام رات

تہا خوف اونکو نیند مین شانے کوئی | گالون پہ رکہکے سوئی کلائی تمام رات

رخ کے جبین کے ہونٹونکے بوسے دئیے ہمین | اسنے زکوۃ حسن لٹائی تمام رات

تارونکے ٹوٹنے کی جو سیر اونکو بہا گئی | افشان لگا لگا کے چہڑائی تمام رات

پالا پڑا ہے مجھکو عجب بدمزاج سے | جہگڑے تمام دن ہین لڑائی تمام رات

[illegible] تلک یہ [illegible]

دیکہیے لطف شب ماہ وہ گل آیا ہے | [illegible]

جی کی جی ہی مین رہی وصل مین [illegible] دل | شور ہا آکے سر شام سے [illegible]

غزل صبا

رہتی ہی یادِ ابروِ دلبر تمام رات — کٹتی ہے زندگی تہِ خنجر تمام رات
لوٹی بہارِ سنبلِ باغِ بہار کی — سونگھا کیا مین گیسوِ دلبر تمام رات
تمنے تو قمقمون مین بسر کی سحر تلک — رویا کیا یہ عاشقِ مضطر تمام رات
لوٹا کیا مین خاک پہ بے یار تا سحر — خالی پڑا رہا مرا بستر تمام رات
سونے دیا نہ قامتِ جانانکی یاد نے — محشر بپا رہا مرے سر پر تمام رات
سامان وصل مین ترا ہی بادشاہِ حسن — تارون سے بھی زیادہ اوٹھا ناز تمام رات
اے گردشِ فلک ترا خانہ خراب ہو — رہتے ہین ہم عذاب مین ان کے ہجر تمام رات
اے رشکِ آفتاب ترے انتظار مین — جھپکی نہ آنکھ صورتِ اختر تمام رات
اوٹھنے دیا نہ شام سے تا صبح وصل مین — چھوڑا نہ ہمنے دامنِ دلبر تمام رات
اللہ رے تیرگی شبِ فرقت کی اے صبا — چمکا کوئی فلک پہ نہ اختر تمام رات

غزل رند

کیا کہیے کاٹی ہجر مین کیونکر تمام رات — گذری جو کچھ گذر گئی مجھپر تمام رات
نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات — تارے گنا کیا ہون مین لیٹ کر تمام رات
دیکھا فلک پہ عقدِ ثریا جو شام کو — بھولا نہ تیرے کان کا گوہر تمام رات
شب کاٹتے ہین ہم قلق و اضطراب مین — سوتے ہین آپ چین سے کیونکر تمام رات
سویا جو یادِ قد مین تمہارے تو خواب مین — دیکھا کیا مین سروِ صنوبر تمام رات
[illegible] — [illegible]
سونا کہان کا تیرے تصور مین اے پری — آتش کا شعر پڑھتا ہون اکثر تمام رات
مشتاق کل بھی وصل سے محروم رہ گیا — غائب رہا کہان تو ستمگر تمام رات

شب باش آج تو مری گھر ہو کرم کرو
سویا نہیں ہوں کل سی میں [illegible] ہجر تمام رات

ہو جاؤ آکے سینہ بسینہ کہاں تلک
پہرا کرے مرا دل مضطر تمام رات

دل ڈھونڈھتا ہی تمکو مری خو بگڑ گئی
دو چار بار سوئے جاگا کرتا تمام رات

مانو یہ عرض رند رہو آج اوسکی پاس
بہر خدا و بہر پیمبر تمام رات

غزل عاشق

آیا نہ وعدہ کرکے وہ دلبر تمام رات
آنکھیں لگی رہیں طرف در تمام رات

کس جا رہا تو ای مہ انور تمام رات
ڈھونڈھا کیا تجھے دل مضطر تمام رات

سوتا نہیں فراق میں ہم بستر تمام رات
گنتا ہوں تارے ای مہ انور تمام رات

غیروں میں خوش ہا وہ ستمگر تمام رات
گذری جو کچھ گذر گئی ہمپر تمام رات

لپٹے کبھی وہ اور کبھی بوسہ عطا کیا
کیا کیا رہیں عنایتیں ہمپر تمام رات

حسرت یہ رہی کہ اکشب وصال
سونگھا کروں میں زلف معنبر تمام رات

اللہ ری بوے کاکل عنبر فشان یار
سارا مکان رہا ہے معطر تمام رات

نالاں کبھی ہوں اور کبھی گریاں فراق میں
اوقات یوں گذرتی ہے دن بھر تمام رات

عاشق یہ آرزو ہی رہی اجتک ہمیں
سوئے کبھی نہ اوس سے لپٹکر تمام رات

غزل رند

گھر مرے آئیگا وہ لالہ عذار اجکی رات
چمن حسن کی لوٹونگا بہار اجکی رات

پھر نہ رہجا ہی دلا کوئی تمنا باقی
صبح تک یار سے ہو بوس و کنار آجکی رات

مہربانی ہے مری حال پہ سب [illegible]
[illegible] کیا باعث

[illegible] میری ہرگز
نامہ بر تجھ سے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک گرون تہا یہ تقاضا جنون
تا گریبان نہ بڑھا ہاتھ مرا کیا باعث

دلدہی کی مجھے امید تھی تجھ سے ای شوخ
تونے آزردہ مرے دل کو کیا کیا باعث

راہ تکتا ہوں بہت دیر سے اور مضطر ہوں
بوے گل لائی نہ اجتک جو صبا کیا باعث

لپٹ کے وصل میں تنہا جو اون کا یاد آیا
نہ آئی نیند شب ہجر پہر کسی کروٹ

ہمارے ساتھ کسی شب وہ بے کہے سوتا
کبھی زمانے نے ایسی کوئی نہ لی کروٹ

پہ سوئے کشتۂ تیغ تغافل قاتل
کسی نے پھر سحر حشر تک نہ لی کروٹ

الگ جو ہم سے وہ اک رات سوئے تو تا صبح
پڑا نہ چین کسی پہلو اور کسی کروٹ

وہ خفتہ بخت ہوں سویا جو ساتھ بھی وہ یار
تو شکل طالع برگشتہ پھیر لی کروٹ

کہا جو وصل میں سو رہ لپٹ کے پیٹھ نہ پھیر
تو ضد سے بولا کہ ہم سوئینگے اسی کروٹ

لپٹ کے سینے پہ منہ رکھ کے سوئے ضد دیکھو
تمام رات نہ مجھکو بدلنے دی کروٹ

سوال وصل پہ کس ناز سے جتا کے حجاب
مری طرف سے خفا ہوکے پھیر لی کروٹ

لپٹ کے سوتے تھے اوس گل کے ساتھ جس پہلو
لحد میں بھی ہمیں چین آئیگا اوسی کروٹ

ابھی کمال ہی الھڑ ہے وہ بہت کمسن
لپٹ کے سونے کی عادت ہے ایک ہی کروٹ

یہ آرزو ہے قلق گر نصیب ہو شب وصل
لپٹ کے سوئیے تا صبح ایک ہی کروٹ

غزل شائق

مجھ سے رنجیدہ ہے وہ ماہ لقا کیا باعث
چھڑکیاں دیتا ہے بے جرم و خطا کیا باعث

کام میں نے نہ کیا کوئی خلاف مرضی
مجھسے جھنجھلائے ہوا مجھ سے خفا کیا باعث

عمر گذری نہ کیا تو نے تکلف اے یار
آج کرتا ہے جو تو مجھ سے حیا کیا باعث

وہ تو کہتا ہے کہیں گھر سے نہیں میں جاتا
پھر جو شب گھر میں وہ اپنے نہ ملا کیا باعث

دل سے ابتک تو مری جوش جنون کم نہ ہوا
پانون سے ہوگئی زنجیر جدا کیا باعث

ہے شوق وصل پہ تو عادت نہیں تیری ہرگز
نامہ بر تجھ سے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک کروں تھا یہ تقاضا جنون
تا گریبان نہ بڑھا ہاتھ مرا کیا باعث

دلدہی کی مجھے امید تھی تجھ سے اے شوخ
تو نے آزردہ مرے دل کو کیا کیا باعث

راہ تکتا ہوں بہت دیر سے اور مضطر ہوں
بوئے گل لائی نہ ابتک جو صبا کیا باعث

مین نے اقرار تو پورا کیا ہر صورت سے
تو نے وعدہ نکیا اپنا وفا کیا باعث

جان اور دل سے فدا تمپہ ہو شائق اسپر
اسقدر کرتے ہو تم جور و جفا کیا باعث

غزل افسون

اس درجہ بڑھ گیا ہی ترا مجھ سے پیار آج
جی چاہتا ہے جان بھی کر دون نثار آج

لینے نہ دیگا چین یہ سیماب وار آج
کیا کیا تڑپ رہا ہے دل بیقرار آج

کل کی طرح نہ شب کو ہون وعدہ خلافیان
تا صبح ہم کرین گے ترا انتظار آج

جاتے ہین فقرے دیکے وہ ہر شب کسیکے گھر
رخصت نہ دیگا مجھسے کمین وہ ہزار آج

ٹکڑے اڑاؤن کیون نہ گریبان کے ہجر مین
چھوٹا ہی مجھسے دامن صبر و قرار آج

بے اذن چھو لیا تری زلفون کو کی خطا
امیدوار عفو ہے تقصیر وار آج

تسکین ہو جس سے فرقت گیسو مین گھر کر
لاؤن کہان سے نافۂ مشک تتار آج

کیونکر تمھارے وعدۂ فردا کو مان لون
دل چاہتا ہے وصل کو بے اختیار آج

ہونگا نہین شعر سے افسون خراج مین
تسلیم نظم پر ہے مرا اختیار آج

غزل داغ

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج
یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج

وہ جاتے ہین آتی ہے قیامت کی سحر آج
روتا ہے گلے ملکے دعاؤن سے اثر آج

موسیٰ نے نہ دیکھا تھا سر طور وہ جلوہ
دیکھا ہے جو کچھ ہم نے پس روزن در آج

روکا ہی کیا رشک سنبھالا ہی رہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

جس دوست کو دیکھا مجھے دشمن نظر آیا
جبتک مری نظرون مین رہی تیری نظر آج

اندیشۂ فردا نہ رہے حضرت زاہد
میخانے مین پی لیجیے تھوڑی سی اگر آج

لالچ بھی ہے قاصد کو مرے خوف و خطر بھی
سو مرتبہ خط باندھ کے کھولی ہے کمر آج

بسمل ہی کیا اسکو جسے خواب مین دیکھا
سوتے مین بھی لڑتی رہی قاتل کی نظر آج

وعدے پہ مرے اونکے قیامت کی ہی تکرار
اور بات ہی آتی کہ ادھر کل ہی ادھر آج

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو مین تم آجاؤ اگر آج

ہی کل سے تلاش اونکو مری شکل پہ ہی داغ
نکلے وہ عزادار بنے غیر کے گھر آج

غزل شیرین

دل وحشی تھا تری زلف پریشان کے بیچ
ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین کوہ و بیابان کے بیچ

شاد کیون جنبش ابرو سے نہو جان حزین
تیغ بُرّان ہی مرے کام مین اس آن کے بیچ

رخ انور کا ترے دھیان نہین ہی دل مین
شکل یوسف نظر آجاتی ہی کنعان کے بیچ

جلوہ حسن ترا دیکھ کے اے ماہ منیر
جان آجاتی ہی میرے تن بیجان کے بیچ

خال مشکین نہین مصحف رخسار اونکے
قدرتی نقطے نظر آتے ہین قرآن کے بیچ

سرخی پای حنائی لہو رُلواتی ہے
ہاتھ مل مل کے مین رہجاتا ہون ارمان کے بیچ

غیر کے ہاتھ کا بیڑا نہین کھاتا ہی کریم
ہمکو شک ہی کہ نہ دیدے کوئی کچھ پان کے بیچ

چشم بد دور عجب حسن ہی ماشاء اللہ
قدرت حق نظر آتی ہی تری شان کے بیچ

کہین فرہاد نے تیشہ نہو سر پہ مارا
آئی پُر درد صدا شیرین [illegible] کے بیچ

غزل تپش

نالہ جو تا فلک مرا پونہچا کسی طرح
ٹھہریگا پھر نہ عرش معلّے کسی طرح

اوس خود غرض نے نامہ نہ بھیجا کسی طرح
مٹتا نہین نصیب کا لکھا کسی طرح

بہر وصال ہاتھ بھی جوڑے بلائین لین
[illegible] رکھا قدم پہ نہ آنا کسی طرح

ایسے شب وصال مین مجھسے خفا ہوے
سرکا نہ اُنکے منھ سے دوپٹا کسی طرح

اپنی طرح جو سمجھے ہین مجھکو وہ بیوفا
کرتے نہین یقین مرا مرنا کسی طرح

بوسہ لیا جو زلف کا تو ہنسکے یون کہا
جاتا نہین ہے آپ کا سودا کسی طرح

شیر خدا کی روضۂ اقدس پہ تپش چل
دنیا کو چھوڑ اے سگ دنیا کسی طرح

غزل

غم سے گھبراتی ہے اپنے تن بیمار میں روح
بند الفت میں دل زار ہے آزار میں روح

طلب عشق میں تن ہے طلب یار میں روح
کیا عجب تن سے جدا ہو اسی تکرار میں روح

ہے کبھی آنکھ میں اور آنکھ کے باہر ہے کبھی
بن گئی شکل نظر حسرت دیدار میں روح

خواب میں ڈھونڈتی پھرتی ہے اسی یوسف کو
گھر سے راتوں کو نکل جاتی ہے بازار میں روح

نالۂ درد سے بلبل کو سکھلا گیا سر دکار
کسی عاشق کی یہ چلاتی ہے گلزار میں روح

آ چکی رات تو آ پہنچی سحر یاں ہے سفر
کر چکی قفل شکان دیدۂ بیدار میں روح

آہ وحشت سے نہیں مجھکو پس مرگ بھی چین
ہے بھٹکتی کبھی صحرا کبھی کہسار میں روح

جان ہوئی تن سے جدا دل سے نہ الفت چھوٹی
گور میں جسم ہے اور کوچۂ دلدار میں روح

غزل غافل

یاد آنے میں یہ کسکے پھول سے رخسار سرخ
روتے روتے ہوگئی جو چشم دریا بار سرخ

خندۂ لعل لب معشوق کا ہوں میں شہید
کیا عجب سینے میں ہو کپڑے سے میرے تا مزار سرخ

باغ عالم کیوں نہووے چشم بلبل میں سیاہ
توڑے گلچیں نے وہی گل جس سے تھا گلزار سرخ

پا برہنہ کون گذرا ہے یہ وحشت تجھ میں
ہے رگ گل کی طرح ہر ایک نوک خار سرخ

پیستا ہے وہ دل عشاق سر ہر گام پہ
کیوں نہو سطح زمیں اوسکے دم رفتار سرخ

اوس دہان سرخ کے آگے نہ ہرگز سبز ہو
دیکھنے کو گرچہ ہے یہ غنچۂ گلنار سرخ

کیا دکھاتی ہیں بہاریں اپنی اپنی حسن عشق
زرد ہے چہرہ ہمارا اور روی یار سرخ

اوس سے بہتر ہے جو خون عاشقاں سے لعل ہو
لطف کیا گر رنگ سے بہتر ہوئی تلوار سرخ

کوئی روتا بھی ہے اے غافل تو رونے کی طرح
اشک خوں سے ہے تر دامن کا تو ہر تار سرخ

غزل داغ

ہمدرد کونسا ہے ہمیں اس آشنا کے بعد
ہم جی کے کیا کرینگے دل مبتلا کے بعد

آخر شب کے واسطے کیا شغل چاہیے
پوچھیگا آپ کیا ستم ناروا کے بعد

حسرت سے تک رہا ہون جو تمکو سبب یہ ہے
خاک اوڑتی دیکھتا ہون نہین اپنی فنا کے بعد

بہاگون علاج درد محبت کیون نہین
دینگے طبیب زہر یقین ہے دوا کے بعد

دیتے تھے داغ لطف و عنایت سے پیشتر
دل مانگتے ہین کینہ و جور و جفا کے بعد

بھولے ہم اونکو پہلے ہی ناراض کردیا
چوکے ہم اوسنے کرتے تہے شکوہ دعا کے بعد

کہتے ہین وہ شکایت بیداد ظلم پر
عاشق وہ ہے جو چاہے کسیکو جفا کے بعد

آرام کے لیے ہے تمہین آرزوے مرگ
اے داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد

غزل غافل

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت مین خالی مری جا میرے بعد

گرم بازاری الفت ہے مجہی سے ورنہ
کوئی لینے کو نہین نام وفا میرے بعد

اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہے وہ منہدی لیکن
خون رلاویگا اوسے رنگ حنا میرے بعد

مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روش
مجہکو پھر کیا جو کوئی پھول کھلا میرے بعد

سنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا
یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

ذبح کرکے مجہے نادم یہ ہوا وہ قاتل
ہاتھ مین پھر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد

قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچتاؤگے
تجہسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد

گر پڑے آنکھ سے اوسکی ہی یکایک آنسو
ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد

تہ شمشیر یہی سوچ ہے مقتل مین مجھے
دیکھیے اب کسکو لاتی ہے قضا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل روئینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اڑائیگی صبا میرے بعد

اسلیے کرتا ہون مین پاک کفن کو اپنے
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آویگی تجہے میری وفا میرے بعد

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے مرقد مین صنم / کون سونگہیگا تری زلف دوتا میرے بعد

شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ تو نے غافل / بہول کر بہی نہ مجہے یاد کیا میرے بعد

غزل آتش

قبر پہ یار نے قرآن پڑہا میرے بعد / شرط الفت کی ملی مجہکو جزا میرے بعد

ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت پہ ستم / نازنین بہول گئی ناز و ادا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار ہون ۔ دشمن جان / مغفرت کی مرے مانگیگا دعا میرے بعد

قفس تن سے چہٹا مین تو چمن سے لاکر / بوی گل کسکو سونگہاویگی صبا میرے بعد

مین نہونگا تو نہوگا یہ فسانہ الفت / کوئی بندے نے کہا نہین شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ مرے پڑھکے جنازہ کی نماز / قرض جو تہا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

قبر پہ فاتحہ کو آیا وہ شوخ اے آتش / نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

غزل رشد

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد / عشقبازی کا بہی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجہے ہے تو یہ ہے / کون اوٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدہا / خوب بل کہائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

مجہکو مر جائیگا اپنے ہی غم ہے اے یار / کون دیکہیگا ترے ناز و ادا میرے بعد

یاد رکہیے گا مجہی تک ہین یہ سارے نخرے / بہول جاوگے یہ سب ناز و ادا میرے بعد

سبی ویران کو مرے سوگ مین کر دیگے کر / رنگ لائیگی نہ ہاتہون مین حنا میرے بعد

ن بند ہو جائیگا لیے ہاتہون مین کمر / کون کہولیگا ترے بند قبا میرے بعد

حوصلہ عشق و محبت کا کریگا نہ کوئی / ستم و جور کا دیکہو گے مزا میرے بعد

کون سلجہائیگا یون میری طرح اک اک بال / سخت الجہیگی تری زلف دوتا میرے بعد

بہولے بیٹہے ہین عبث حسن دو روزہ پہ وہ رشد / یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

رند کی ہے یہ وصیت اسی سب سن رکھیں | پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

غزل وزیر

وصل مین بے غشار معشوقانہ دکھلاتی ہے نیند | آج کن انکھیلیون سے آنکھو مین آتی ہے نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہے ہجر یار مین | چھوڑ کر تنہا اب مجھکو آپ سو جاتی ہے نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آتی نہ تھی | وصل مین آتے ہوے آنکھو مین پھر آتی ہے نیند

منتظر رکھتی ہے غمزے کرتی ہے آتی نہین | او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہے نیند

ہجر مین سونیکی ایسی ہے تمنا اے وزیر | دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جو آتی ہے نیند

غزل امیر

ہجر کی شب اپنے لیے یونہین نہین آتی ہے نیند | او یک بیک سو تری تا صبح اوڑ جاتی ہے نیند

درد دل کہتا ہون جب رات کو کہتے ہین وہ | ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمین آتی ہے نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھونکو بند رہتا ہے خیال | کرمک شبتاب بنکر صاف اوڑ جاتی ہے نیند

آئے دم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین | ای اجل دیکھون تجھے پھر کیونکہ نہین آتی ہے نیند

لیٹتا ہون روز تکیہ پر مین مشتاق جمال | آج دیکھون سیر کیا کیا مجھکو دکھلاتی ہے نیند

مین تو کیا مخمل مین اوسکی جا کے سو جاتی ہین پاؤن | نرم بستر پا کے کیسے پاؤن پھیلاتی ہے نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزون سے آتی ہے امیر | خفتگان خاک کی صورت سلا جاتی ہے نیند

غزل عیش

ہجر کی شب تا سحر مجھکو نہین آتی ہے نیند | شام سے لڑکونکی صورت آپ سو جاتی ہے نیند

وصل کی شب آنکھین مل مل کر یہ فرماتے ہین | تو چھپر کھٹ پر چلو اٹھو ہمین آتی ہے نیند

پھر نہین آتا اونہین آرام بے آرام کے | اونکو سونیکی جہان تکلیف فرماتی ہے نیند

وصل کی شب ای کشش سے کہتا ہے وہ شوخ | اب چھیڑو ہمکو سونے دو ہمین آتی ہے نیند

جب بیان کرتا ہون مین افسانہ درد ہجر کا | رکھ کے سر زانو پہ سو جاتے ہین آ جاتی ہے نیند

وصل کی شب کس کس بہانے سے کہتا ہے یار — لو چلو پردے میں چلکر سو رہیں آتی ہے نیند
تا سحر خواب پریشان مجھکو آتے ہیں نظر — یاد زلف یار میں جس رات آجاتی ہے نیند
نیند کا متوالا رہتا ہے وہ مست جام حسن — قاعدہ ہے نوجوانی میں بہت آتی ہے نیند
میں جو کہتا ہوں کہ میں بیدار ہوں تم بھی سو — ہنسکے کہتا ہے تمہاری تو اوچٹ جاتی ہے نیند (قطعہ)
کون کہتا ہے تمہیں سونیکو جاگو رات بھر — ہم تو سوئینگے ہمیں تو شام سے آتی ہے نیند
عیش دنیا میں نہیں خالی اثر سے کوئی چیز — جو تنفس ہے دوا بے شبہہ لاتی ہے نیند

غزل تسلیم

(ردیف ڈ)

دو دن جہان میں کرلے بہت بدگمان گھمنڈ — آخر کہاں شباب و جوانی کہاں گھمنڈ
نکلے جھجک جھجک کے مہ و مہر مٹ گئے — اپنے کا بھی نہ دیکھ سکا آسمان گھمنڈ
سنتی نہیں ٹھہر کے مری ایک بات بھی — اللہ رے اسقدر تجھے عمر روان گھمنڈ
وعدہ خلافی یار نے آخر کیا ذلیل — کیا کیا اثر یہ تجھے تمہیں آہ و فغان گھمنڈ
مانند خامہ صفحہ ہستی پہ جھک کے چل — تسلیم کچھ نہیں جو کرے نکتہ دان گھمنڈ

غزل عالم

(ردیف ذ)

خط نہیں یار نے تسخیر کا لکھا تعویذ — باثر کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا تعویذ
نامہ پڑھتے ہی مرض دفع ہوا جان آئی — قاصدا کونسے عامل سے تو لایا تعویذ
دل بھی قابو میں ہوا فرقت ہجر دشت میں بھی — خط کے بدلے مجھے کیا یار نے لکھا تعویذ
روز افزون مرض عشق ہے یہ حسرت ہے — درد الفت کا کبھی میں نے نہ ڈھونڈا تعویذ
وای تقدیر کہ دی شب فرقت ہے قوی — کسی عامل نے نہ اس درد کا لکھا تعویذ
جای تسکین گیا اور مری دل سے قرار — نامۂ یار نے مجھے ہو کیا اولٹا تعویذ
اور بے چین ہوا اولٹی یہ تاثیر ہوئی — دل پہ جب واسطے تسکین کے رکھا تعویذ
ہمکو پروا ہی نہیں جانکی اصلا عالم — بخدا پاس حفاظت کا نہ رکھا تعویذ

غزل پادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار　　اے گل رعنا تر دامن سے کیون لپٹے ہین خار
گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو رو کے زار　　چشم گل کو نوک مژگان کی جگہ ہے نوک خار
مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب　　سب مہیا ہین و لے تیرا فقط ہے انتظار
جو گل رخسار جانان کی نہ آئی انکو تاب　　جیب رہے غنچہ و گل غیرت سے ہو کر شرمسار
کیا نزاکت سے گران سرمہ ہے چشم یار کو　　بار کاجل سے کہ کیونکر نہ لچکے بار بار
تیرے مقدم کے لیے ای سیمبر گلزار مین　　گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار
تیغ ابرو دیکھ کر آئی ندا ای پادشاہ　　لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

غزل انشا

جا سکتے نہ تھے جسکے چھپر کھٹ کے برابر　　شب اوسنے سلایا ہمین کروٹ کے برابر
اس ململی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی　　ہے بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر
اس موسم برسات مین کیونکر نہ ہین ہم　　آنکھین بھی برستی ہین جھڑاوٹ کے برابر
وہ پردہ اٹھا گھر سے جو باہر نکل آیا　　غش کھا کے گرا ہٹ سے وہ چوکھٹ کے برابر
کب اوسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین　　تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل گویا

کھول دی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر　　چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر
کیا ہی افشان ہے جبین و ابروِ خمدار پر　　ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر
نقش پا سے پنجشانہ قبر پر روشن کرو　　مر گیا ہون مین تمہاری گرمی رفتار پر
چشم بد دور آج ہے یہ کون گلرو جھانکتا　　چشم نرگس کا ہے عالم روزن دیوار پر
ابرو و مژگان سے اوسکی کہین دل کیونکر بچے　　اب تو نوبت آ گئی ہے تیر اور تلوار پر
رابطہ گر غیر سے ہو یار کو چاہون نہین　　مین وہ بلبل ہون کہ مرتا ہون گل بیخار پر

عبث کوئی یار تک لیجو نہ میرے استخوان
مدتون آکر ہما بیٹھا رہا دیوار پر

خط اوسی واسطے لکھے ہین لیے کروان بھر جواب
بیٹھے رہتے ہین کبوتر سکڑون دیوار پر

کفش پا اسکے گل کھاکر مٹک یون کہنے لگا
سیر کو کیون جاؤن گلشن ہے مری پیزار پر

یار کو معلوم ہوتا ہے جو مین سویا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدۂ بیدار پر

غزل وزیر

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پہ
جوہرون کے ہوئے پیدا چمنستان سر پہ

ای جنون نا سکے گرد دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجائے بیابان سر پہ

جا کے دل بھول گیا راہ نہ پائی پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا ہے بھول بھلیان سر پہ

ہوگر شمع سر گور غریبان تو نہ ہو
ہے ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پہ

ہم تری پانون پہ سر رکھنے نپائین ای سرو
دے جگہ قمریون کو سروِ گلستان سر پہ

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے
روز لاتی ہے بلا زلف پریشان سر پہ

قد نما اعجاف ہو سانچے مین ڈھلا شمع صفت
شعلۂ رخسار و دھوان کاکل پیچان سر پہ

آپہنچے گی وقت خزان چھوڑ دی آئی ہے بہار
لے سے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پہ

یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ

غزل تراب

کیا ہی کسکو نشانہ تمنی خدنگ مژگان کو سر سے سا کر
چڑھائی کس پر کمان ابرو کمان چلی ہو جو تن چڑھاکر

نجا کہ بیار ہے تو مجھسی زائد کہ درد آنکھو نہین ہے کا ہے
لگائی تو نے بھی آنکھ شاید کسی پر ایسی کہین خدا کر

جو گل وہ آئے یہان کہا نجے تمام شکل حیا بنا کے
چھپا کسی سے نہ پھر چھپائی کہ لیگئے دل وہ منہ چھپا کر

نہین مین طالب ہون سیم و زر کا گدا ہون محتاج اگر سخن کا
مین خاص بندہ ہون تیرے در کا کبھی تو حاجت مری روا کر

رقیب کیونکر نہووی مضطر کہ تیرے ہین سو داغ اوسکو دیکر
کہ اپنے ہاتھون سے دی ہے اکثر وہ دستہ گل مجھے بنا کر

نہ پوچھو جو خوبیاں او دہن لب کی ہین سی کچھ اوس ترابا
چمکتی بجلی ہو جیسے شب کی کرے تکلم جو مسکرا کر

مین تنگ آ گیا ہون غمسے اپنے تو دو رست رکھو قدم ہو اپنے
جھکا دو کر ساقی کرم ہو اپنے تو اک پیالہ مجھے پلا کر

صبا وہ غنچہ دہن کی بولا و بانسے آیا ہی پان پہ بولا
کلی کھلی ہے نہ غنچہ پھولا ہنسا ہی شاید وہ کھل کھلا کر

بخون طپان تھا جو ایک بسمل کہو تھا اُس نے کہو قاتل
ہوا شہید و نہین تو بھی داخل کہین بدن مین ہو گلے لگا کر

طبیعت اُسکی نہ بدلی ہیہات گھٹ رہی مین رہ گئی وہ
گیا وہ موسم رہی نہ برسات ہوا پپیہا پپا پیا کر

تراب اور سہے نہ کچھ مگر یہ کہ پھر نہ آئی کبھی سر
کہیگا شوخی سے وہ ستمگر مین کیا ہون تیرا غلام ٹہرا کر

غزل زخمی

خوش بیٹھے ہو کیسے صاحب ہمارا زلفون مین دل پھنسا کر
پریشان رہتا ہون مین دیوانہ کٹتی ہے دن پیچ و تاب کھا کر

نہین ہے دم بھر جدائی تیری مجھے گوارا خدا گواہ ہے
تڑپ رہا ہیگا دل ہمارا اب آؤ پہلو مین مسکرا کر

نصیب چمکا ہے بعد مدت وہ مہربان اب ہوئے ہین شاید
لپٹکے سو وینگے خوب شب بھر ہم آج اونکو گلے لگا کر

تمنا کیسے یہی تھی دل مین کہ سیر دیکھینگے ہم چمن مین
کمال اب دلکو بیکلی ہے سنی خزا انکی خبر جو آکر

قسم ہے زخمی کو سر کی تمکو بچان لینا کسیکی دیکھو
خدا کو مانو نہ خون کرنا کسی کا صاحب حنا لگا کر

غزل داغ

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ لے رہے دل کو مسکرا کر
سنا کیے حال چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر جھکا کر

نہ طور دیکھے نہ رنگ برقی غضب مین آیا ہون دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر

طبیب کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب کہتے ہین بس دعا کر
رقیب کہتے ہین التجا کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر

تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجھکو ظالم
رولا رولا کر کھلا کھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

تمہین تو ہو جو کہ خواب مین بھی تمہین تو ہو جو خیال مین ہو
کہان چلو آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آ کر

نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا
کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر مین سما سما کر

خدا کا ملنا بہت ہی آسان ہے تمہارا ملنا ہی سخت مشکل
یقین نہین گر کسیکو ہمدم تو کوئی لاوے اوسے منا کر

تمام ہو خاک اپنا مطلب کہ یار سے تو ہر شوق شیدہ ہے
لکھا ہے اک حرف آرزو اب وہ بھی کیا کیا اوٹھا اوٹھا کر

وہ بدگمان نکتہ چین ہے شیدہ ہے کہین نہ قاصد ہو قتل یارب
اگرچہ لکھا ہی حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر

خدنگ دلدوز سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے مین کھینچ لایا تو دل مین بیٹھا یہ گھر بنا کر

ملا نہ ایسا تو کوئی ہمدم جو دل لگا ہو پاسبان شب غم
وہ بخت خفتہ نہین کہ اکدم ہم آپ سوئین جسے جگا کر

جناب سلطانِ عشق وہ ہین کرین جو ادنیٰ سا اک اشارا
فرشتے حاضر ہون دست بستہ ادب سے گردن جھکا جھکا کر

غزل خلیل

جبین پہ غصہ سے پڑ گئی چین پہر لین آنکھین بھوین چڑھا کر
دہن کا بوسہ جو اوس سے مانگا بگڑ گئی صاف منہ بنا کر

بسر کی عصیان مین عمر ساری ہمیشہ در پردہ دل لگا کر
الٰہی توبہ الٰہی توبہ گنہ کیے ہین چھپا چھپا کر

کسی طرح سے نہ کی صفائی خجل ہوئے آئینہ دکھا کر
ملائی مٹی مین سادہ روئی کدورتون کو بڑھا بڑھا کر

نہ کر تصور بتون کا دل مین محل توبہ ہے کچھ حیا کر
خلیل کعبہ مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

لپٹتی ہین پاؤن سے یہ ہر دم اولجھتی ہو ہر قدم پہ جھٹکا
اسیر زنجیر خود ہوئے ہو تم اپنی زلفین بڑھا بڑھا کر

ہوئی ہے مدت مین وصل کی شب حشر تک ہو سحر نمایان
کرو نہین ایسے جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دعا کر

کیا نہ رازِ محبت افشا ہزار صدمے اوٹھائے مین نے
ضمیر مینا کی طرح رکھا ہے دل مین اسکو چھپا چھپا کر

حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب اولٹیے شراب پیجیے
ہماری سنیے کچھ اپنی کہیے لپٹیے اب منہ سے منہ ملا کر

تمام دن جلد ہو الٰہی قمر کی رفتار مہر کو دے
وہ شمع رو آج شب کو ہوگا چراغ محفل کا سیر آکر

کبھی جو اوس بت کو وصل کی تمہید کیا ہی اچھا ہی بادہ اری
کہا کہ بس بس بہت ستانا خدا کا ڈر بندۂ خدا اکر

کیا ہے لوگون کیا ہماری ہنسی مین بھی یار شعلہ رو نے
ہنسایا بجلی کی طرح مجھ کو جلا جلا کر جلا جلا کر

جو شب کو آئے ہو میکشی کو حیا کو رخصت ہو کچھ دنون کی
سرور ہمکو تو کچھ نہین ہو وے شراب تمکو پلا پلا کر

عجب طرح کا ہے خواب شیرین کہ نام رکھا ہے مرگ جسکا
کبھی نہ چونکا لحد مین کوئی جگایا شانہ ہلا ہلا کر

چمک ہی دانتون کی اوس پری کی مثال برق تجلی طور
چراغ خجلت سے گل ہوا جب دکھائی بتیسی مسکرا کر

بتان ہندوستان مین تو نے بہت سی کی بت پرستی
خلیل کعبہ مین چل کے یا لنسے بس اب کچھ دن خدا خدا کر

غزل گویا

دعائین مانگی ہین مدتون تک جھکا کے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر
ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

مجھے تو ادسنی ملا لیا ہے کہ اک جہان سی چھڑا دیا ہی
کسی نی دیکھا کہین سُنا ہی کسیکو مارے کوئی بلا کر

مین دام گیسوئی پیچ پر تھا مرا تو ہر گز نہ رُخ اودہر تہا
یہ دل کی پہندے سی کیا خبر تہا مجھے پہنسایا ہی اومین لا کر

سنو وہی جس سی کبھی جدائی کری نہ ہر گز جو ہو بوفائی
اوسی کی بہتر ہی آشنائی تراب اوسکو تو آشنا کر

غزل وزیر

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر
روح میری گل عارض مین رہے بُو ہو کر

اسقدر لپس گئے تجھپر کہ نظر آتے نہین
اب تو گلزار مین گل رہنے لگے بو ہو کر

ناتوانی سے ہوا خون کا بہی رنگ سفید
کیا بہا ہے جو بہ جائے اب آنسو ہو کر

جسم سے روح نکل آئے پئے استقبال
چلتی ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر

جان پڑ جاتی ہے زیور مین سپننے سی تری
کہین اُڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہو کر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازی کا
نجد مین قیس کو دیکھہ آتی تھی آہو ہو کر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لی جاتی ہی
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہو کر

ناک تھون ایسی چڑہائی کہ ہوا ناموزون
بارہ موزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر

آدمیت یہ خدا داد ہے اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پریرو ہو کر

رشک سنبل ہوئی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر

ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جائے نہ آنسو ہو کر

ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب
روز فرقت نکل آئی ہے وہ آنسو ہو کر

ہون وہ عمدیدہ گرا نظرون سے اک پل مین وزیر
کی جگہہ بھی جو کسی آنکھہ مین آنسو ہو کر

غزل قیصر

کوئی جانبر نہوا عاشق شیدا ہو کر
جان لی آپ نے کتنون کی مسیحا ہو کر

پہلے وہ لطف و کرم اب یہ جفا مین ہر دم
مجھکو حیرت ہی کہ کیا ہو گئے تم کیا ہو کر

ایک بوسہ پہ نلوگے تو بتو کیا کہو گے
دل مسلمان کا بکا جاتا ہی سستا ہو کر

راہ پر اونکو نہ آنا تھا نہ آئے افسوس
ہم یہان سٹ بھی گئے نقش کف پا ہوکر

عمر بھر مین تپ فرقت کی بلا ذ نہین یا
کیا کیا سٹنے مرے ساتھ مسیحا آکر

دو قدم چلکے نزاکت سے وہ تھم جاتے ہین
حشر رہ جاتا ہے ہر گام پہ بر پا ہوکر

کھل گئی آنکھ تو وہ یوسف ثانی نہ ملا
کیا پریشان مین ہوا خواب زلیخا ہوکر

مہرباں وہ شب وصلت مین ہے وقت سحر
چمکی تقدیر بھی تو صبح کا تارا ہوکر

سفت مین جان سے جائینگے مریض ہجران
آپ پرہیز کرینگے جو مسیحا ہوکر

ہند مین اب نہین ہجر کا مزہ ای قیصر
قبر احمد پہ چلو تارک دنیا ہوکر

غزل حیرت

سویا وہ ماہ رو جو ہمارے پلنگ پر
گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کے تارے پلنگ پر

فرمائیے تو یہ شب گیسو سے آپ کے
افشان گری ہے یا ہین ستارے پلنگ پر

ہم دیکھتے تھے دور سے چالاکیان تری
غیروں سے ہو رہے تھے اشارے پلنگ پر

اوٹھی نہین ہین جب شب فرقت کی سختیان
ہم لوٹتے ہین رات کو سارے پلنگ پر

کیا اسمین عیب ہے جو بلاؤ تم اپنے پاس
لیٹے رہینگے ایک کنارے پلنگ پر

آؤ گے سب سے وعدہ مرے پاس وقت خواب
یا مین ہی آؤن یار تمہارے پلنگ پر

روٹھے تھے مدتوں سے نہ آئے تھے گھات مین
مشکل سے رات آئے وہ بارے پلنگ پر

ساری مکان مین ہو گیا اک نور جلوہ گر
کپڑے جو اوسنے شب کو اوتارے پلنگ پر

دل مین تو ہے کہ سوئین لپٹ کر ہماری ساتھ
آتے نہین حجاب کے مارے پلنگ پر

حیرت خوشا نصیب تمہارے وہ نازنین
کہتا ہے تمکو پیار سے آرے پلنگ پر

غزل داغ

ہاں دل مین خیال اور ہے دوران نظر اور
ہے حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور

ہر وقت ہے چتون تری ای شعبدہ گر اور
اک دم مین مزاج اور ہے اک پل مین نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجھ سا بھی نہوگا
آیا نہ مجھے ہنر ہی مجھکو ہنر اور

دل دیکے لیا رنج و الم واہ ری قسمت
ہم سمجھے تھے کچھ اور ہوا ہاے مگر اور

جیتا نہ بچے ایک بھی جانبر نہو کوئی
دو چار ستمگار ہون تیرے سے اگر اور

ہون پہلے ہی میں عشق مین غرقاب خجالت
کیون مجھکو ڈبوتے ہین مرے دیدۂ تر اور

ٹھہرا ہے وہان مشورہ قتل ہمارا
تو حضرت دل ایک سنو تازہ خبر اور

اوروں اور ہین آپ مین کیا آپکو نسبت
ہون لاکہ زمانے مین اگر رشک قمر اور

بھر بھر کے جو دیتے ہین وہ جام اور کسیکو
لیلے کے مزے پیتے ہین یان خون جگر اور

ہم جانتے ہین خوب ترے طرز نگہ کو
ہے قہر کی آنکہ اور محبت کی نظر اور

اے داغ ہے عشق ہی کیا زہر کو نسبت
ہے اسمین اثر اور وہ رکہتا ہے اثر اور

غزل وزیر

ذرا تو دیکہ لے وہ ہم کو آکر
کوئی دم اور بھی اے دم وفا کر

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا کہہ دیجیو کچھ خاک اوڑا کر

ہزاروں ہوگئے ٹکڑے گریبان
چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر

گریبان صبح محشر نے کیا چاک
قیامت کی ہے کیا قامت دکھا کر

نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے
کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کہا رہا ہے
بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دغا دیتا ہے مجھکو
لگا جب کو سنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر

غزل قبول

ہون میں تنگ برگریبان کوئی جانان چھوڑ کر
غم نہ کیونکر کہائے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

ای جنون جوش اتنا اتنک ہی جو دیکھون یارکو
اوسکا دامن تھام لون اپنا گریبان چھوڑکر

شہر سی مجھکو نکالا ہے یہان تو چین دے
اب کہان مین جاؤن ای ناصح بیابان چھوڑکر

الفت کوی صنم ہمراہ تھی وقت سفر
کوچۂ جانان مین آیا باغ رضوان چھوڑکر

ہائے کیون چھوڑا تہ ہی زلف رسا کو ہاتھ سی
خود پریشان ہوگیا زلف پریشان چھوڑکر

آئے ہو تو سیر گلشن کا مزہ بارش مین ہے
کیون چلے ہنستے ہوئی تم مجھکو گریان چھوڑکر

مارا ہے تیر نظر سے ہنسکے زندہ بھی کرو
جان جان جائے کہان ہو مجھکو بیجان چھوڑکر

گیسوی پیچان کو بکھرا کر مراد دل خوش کرو
عقدہ اس عاشق کا کہولو زلف پیچان چھوڑکر

اک نگاہ ناز پہ دیتا ہے دل تمکو قبول
دیکھو پہر پچتاؤگے یہ جنس ارزان چھوڑکر

غزل راقم

کس پہ جان قربان کرین ابروی دلبر چھوڑکر
کسکے سودائی بنین زلف معنبر چھوڑکر

ہم چلے ملک عدم کو پای قاتل کی تلے
تن تڑپتا چھوڑکر اور لوٹتا سر چھوڑکر

آج سے تنے کر دیا اندھیر عالم مین چھپا
روی رشک مہر پہ زلف معنبر چھوڑکر

رشتۂ الفت ہے باہم ہو جدا ممکن نہین
تیغ سر کو چھوڑکر اور تیغ کو سر چھوڑکر

بوسۂ لب کی عوض مین گالیان سنتی ہین ہم
زہر کہایا کرتے ہین قند مکرر چھوڑکر

کسکو راقم اپنی چھاتی سے لگائین پہر ہین
اوس پری پیکر کی تیغ ناز پہ ور چھوڑکر

غزل غافل

ذبح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فریاد نکر
یہ ستم مجھپہ نیا ای ستم ایجاد نکر

خدمت اپنی کی لیئے رہنے دے مجھسا بھی غلام
بندگی اپنی سے ظالم مجھے آزاد نکر

مجھ سا دلدار تجھے پہر کہین ملنے کا نہین
اپنے ہاتھون سے تجھے اسطرح برباد نکر

بال و پر توڑ کے کرتا ہے اب آزاد مجھے
اتنی بیرحمی مرے حال پہ صیاد نکر

لب بلب سینہ بسینہ ہوئے اب ای غافل
بھول جا باتین وہ اگلی اونہین اب یاد نکر

غزل وزیر

چلا ہی او دل راحت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کو بھی جانان رنج دیگی آسمان ہو کر

کیا ویران چمن کو آنے ہو کیا بوستان ہو کر
ہوئے گل پانی پانی بہ چلے آب روان ہو کر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہی ہو یوسف بے کاروان ہو کر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
گیا یان سے کبوتر وان سے آیا مرغ جان ہو کر

مکدر ہو اگر تو مجھکو کاڑو اس طرف دیکھو
کر زیر خاک ہون گرد نگہ سے ناتوان ہو کر

پھر اصد چاک ہو کر کوچہ کا گل سے دل اپنا
عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

بچھڑائی جو سکہ ہمنے سسی تو کیا ہی شرمایا
لب وس محبوب کا چھپنے لگا منہہ مین زبان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے بنے دکھلائی نیرنگی
بھر آنکھون مین گویائی زبانین دلمین جان ہو کر

سہانے مین جو لہراتی ہے زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی پہ جو بین مچھلیان ہو کر

اداسی جھمک کی ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

تری وحشی کو برسون اے پری کب نیند آتی ہے
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

کہا یگا راز الفت گر یہ چپ رہنے کے چرچے ہین
کریگی مجھکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہے گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے
مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر

مہی کہہ کہہ کے شب بھر یا کو پیش نظر رکھا
دکھائینگی تماشا تمکو آنکھین پتلیان ہو کر

لب بام آ کے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن
کمند آسا چڑھون تار نگہ پہ ناتوان ہو کر

کہین گر زندہ در گور ای وزیر ابتو زیبا ہے
کیا ہے ہمنے پیدا سنگ مرقد تخت روان ہو کر

غزل عالم

دامن گل ہاتھ سے تو بلبل نالان نہ چھوڑ
پھر بہار آئیگی [illegible] در جانان نہ چھوڑ

چا [illegible] دن مین پھر وہی دن پہنچے ہر چار سو
مان سکنے کو [illegible] دل [illegible] نہ چھوڑ

سر پٹک کر آرے بھی چل جاوین تو اے دل ہاتھ سے
پائے عشق صنم ہرگز کسی عنوان نہ چھوڑ

دیکھ پچھتاویگا تو اے رشک لیلی عمر بھر
مثل مجنون دشت مین یون مجھکو سرگردان نہ چھوڑ

کیا عجب صحت مریض ہجر کو ہو اے مسیح
حتی الامکان تجھکو لازم ہے کوئی درمان نہ چھوڑ

جس طرح سے ہو خوشی کر تو ہمارا امتحان
دل مین باقی اپنے اے ظالم کوئی ارمان نہ چھوڑ

ڈوب کر مرجاؤنگا چاہ ذقن کی یاد مین
بندۂ بیمار کو اپنے مہ کنعان نہ چھوڑ

جوش وحشت آج کل حد سے زیادہ مجھکو ہے
چاک کر دست جنون باقی کوئی دامان نہ چھوڑ

عاشقون کو ہوگی بیتابی سے پہلو بھی زیاد
عارض پر نور پر یون کاکل پیچان نہ چھوڑ

مجھ پہ کیا موقوف ہے گر شوق قتل عام ہے
شوق سے کر قتل اے قاتل کوئی انسان نہ چھوڑ

بعد مدت کر ملا ہے آج وہ تنہا مجھے
تو بھی اے دل عیش و عشرت کا کوئی سامان نہ چھوڑ

جان لی گر تو نے قاتل اسکو بھی تو ساتھ لے
ٹھوکرین کھانیکو خالی قالب بیجان نہ چھوڑ

شاید آجائے در مقصود عالم ہاتھ مین
فخر اس در کی گدائی ہے در سلطان نہ چھوڑ

غزل صبا

لوٹینگے فصل گل کی لپٹ جو بہار روز
کھیلینگے ساقیا لطف می کا شکار روز

صیاد و باغبان نکرین کج ادائیان
ناز و نیاز بلبل و گل مین ہے چار روز

شاہد ہے آسمان ستارے گواہ ہین
آنکھون مین کاٹتے ہین شب انتظار روز

ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے
اے دل کہان حلاوت وصل نگار روز

لاتے ہین داغ ہم چمن روزگار سے
لالہ کی طرح پیتے ہین خون بہار روز

یارب چمن رہے گل و بلبل کی خیر ہو
روتی ہے پھوٹ پھوٹ کے کیون آبشار روز

مجنون نہین کہ ایک ہی لیلی کے ہو رہین
رہتا ہے اپنے ساتھ نیا اک نگار روز

مجبور ہون مین کوچۂ جانان کے شوق مین
جاتا ہون دوڑ دوڑ کے بے اختیار روز

اک دن ضرور گل ہے صبا شمع زندگی
لایا جو آندھیان تو نہین دل کا غبار روز

غزل صبا

تیز ہے سودای مژگان نگار اگلی برس
کوڑیونکے مول بکتے ہین کٹار اگلی برس

سال آئندہ ہوگا یہ بھی عالم دیکھنا
وہ کہان سال گذشتہ کی بہار اگلی برس

سرو بھی دبنے لگے شمشاد بھی دبنے لگو
بار پہ آیا نخل قد یار اگلی برس

ٹوٹی جاتی ہین گلونکے بار سے سب ڈالیان
پھٹ پڑی ہے باغ مین کیسی بہار اگلی برس

کیا برابر چل رہی ہے آرزوؤن پہ چھری
خوب ای شوخ حسین کھیلا شکار اگلی برس

روپ پر ہے یار کا باغ جوانی دیکھیے
کیا شگوفہ لائے سینے کا ابھار اگلی برس

سرمہ آنکھون مین رقیبون کو وہ دلوانے لگی
بیس ڈالا ای گردش لیل و نہار اگلی برس

مہندی ملکر پاؤن مین اس شاہسوار پر نہ تھا
کانپ کانپ اوٹھے شہیدونکے مزار اگلی برس

سال ہی بھر مین ترقی کی یہ ای طفل حسین
نی سوار اگلی برس تھا شہسوار اگلی برس

ای صبا جیسے ابھی تک ہے خزان کا دور دور
آئیگی بھی یا نہ آئیگی بہار اگلی برس

غزل انشا

پھر تو کہہ بھرکے دم سرد مری ہونٹ نچوس
ہان وہ کس طرح کہ بیہدہ مری ہونٹ نچوس

قہر ہے لعل مسی زیب سے تیرا کہنا
رنگ یاقوت ہی یان کہہ مری ہونٹ نچوس

نہ فضیحت ہو چلمن تو مجھے چھوڑ نہ دی
دیکھ یہ جاگہ ہے بے پردہ مری ہونٹ نچوس

مجھکو حیران نکر چھوڑ تری دہشت سے
دیکھ رخسار ہوئے زرد مری ہونٹ نچوس

صدقے اس ناز کے انشا سے یہ کہنا چل بے
چوٹ لگتی ہے ہوا اور مری ہونٹ نچوس

غزل تراب

آنکھ پھیلاکے نظر کرتا ہون لفظ گفتگو کو مین
دیکھ پڑتا ہے وہی رشک قمر گفتگو کو مین

کس طرح کہیئے خبر اوسکو ... غم ... مجھ
عشق کی میرے تو پوچھی ہے خبر ... کو مین

دل کو رہتے ہین سدا عاشق معشوق ملے
کیا ہوا آنکھون کو ... [illegible]

یار نے موسم گرمی مین کیا قصد سفر
پانی برساے دی ای دیدۂ تر سو سو کوس

کیون نہ سیمرغ چھپے قاف مین دہشت سے تری
اڑ کے جاتے ہین تری صید کی پر سو سو کوس

ٹھنڈی سانسون سے مری یار کا دل جلتا ہی
پڑ گیا گل پہ یہ پالے کا اثر سو سو کوس

جی مین آتا ہے فراغت سے دہان رہیے تراب
کہ جہان ہو نہ کہین غم کا گزر سو سو کوس

غزل غافل

دیکھے دشمن جو مرا حال تو کہا ئے افسوس
دوست ہو کر تمھین افسوس نہ آئے افسوس

جس کمان ابرو پہ سو جان سے قربان ہون ہم
ہدف تیر وہ اورون کو بنا ئے افسوس

کیا غضب ہی نہ کھڑی رہنے کا ہو حکم ہمین
اور غیرون کو تو پاس اپنے بٹھائے افسوس

جسکے دیدار کی حسرت مین ہو جی آنکھون مین
مرتے دم وہ ہمین صورت نہ دکھائے افسوس

حیف پابوسی قاتل نہ میسر ہو ہمین
مفت یہ جان حزین ہاتھ سے جائے افسوس

آہ آوارہ پھرے دشت طلب مین غافل
اور خضر بھی اوسے رستہ نہ بتائے افسوس

غزل اسیر

وہ گلبدن نہوا ہمسے ہمکنار افسوس
بہار عمر خزان ہوگئی ہزار افسوس

بہت پسند ترا رنگ ہے مجھے لیکن
بقا نہین تجھے ای موسم بہار افسوس

بتون کی یاد مین تو یہ بھی بھولے ہم دم مرگ
چلے جہان سے آخر گناہگار افسوس

یہ شام وعدہ سے آنکھین کھلی ہین تا دم صبح
کہ مجھکو دیکھ کے کرتا تھا انتظار افسوس

جو بیقرار ہی نہ آنے دیا نہ لگنے قریب
ہمارے حال پہ کر نیلگا قرار افسوس

یہ دل لگا نیکے قابل تو [illegible] نہ دلا لیکن
نہین ہے حسن بتان کا کچھ اعتبار افسوس

طریق عشق مین ہادی و رہنما اسیر
جو ایک دل بھی ملا ہے وہ بیقرار افسوس

غزل اسیر

کیا ہے سحر تو دل کو وہ پری زاد فراموش
یاد آتا ہے رہ رہ کے وہی یاد فراموش

پھر ہمنے رہا ہو کے ہوا باغ کی کھائی — پھر ہمکو ہوا خانۂ صیاد فراموش
وہ آنکھ اوٹھا کر مہ و خورشید کو دیکھے — ہو جسکو ترا حسن خداداد فراموش
بھولے سے کبھی فاتحہ پڑھنے کو نہ آئی — شیریں کو ہوئی محنت فرہاد فراموش
ممنون ہوں وحشت کا اسیر اوسکا ہیں احسان — ہیں مخمصۂ عالم ایجاد فراموش

غزل قیصر

ہو جاے مرا شوق میں ہر موی تن آغوش — پھیلاے جو ملنے کو وہ غنچہ دہن آغوش
آباد کرو آکے تو پھر جائیں مرے دن — ویران شب فرقت میں ہے اے جان من آغوش
یوں کوہ غم ہجر نہ گرتا ترے سر پہ — شیریں کا جو ملتا تجھے اے کوہکن آغوش
لپٹا ہے رہا کرتے تھے ہر وقت گلے سے — تھے دست نبی پھر حسین و حسن آغوش
دل کھول کے اے گل ترے گیسو سے لپٹتا — افسوس کہ کھلتا نہیں مشک ختن آغوش
کچھ بول تو یہ بھید ہے کیا اے بت کافر — کھلتا نہیں کیوں صورت راز دہن آغوش
اللہ رے لیلی ترے ملنے کی تمنا — مجنوں کا بنا شوق میں ہر موی تن آغوش
سمٹے جو شب وصل میں وہ شرم کے مارے — تا صبح کھلا پھر نہ لسان دہن آغوش
معراج کی شب شاہ رسل کے لیے قیصر — پھیلائے رہا شام سے چرخ کہن آغوش

غزل اسیر

دیکھنے آتے ہیں کیا کیا طالب دیدار رقص — گرم کر دیتا ہے تیرے حسن کا بازار رقص
تو وہ گل ہے سیر کو آئے تو ایسی ہو خوشی — صورت طاؤس کبھی کرنے لگے گلزار رقص
ہوں وہ مجنوں ناقۂ لیلی تو کیا ساری غزال — کرتے ہیں سنکر تری زنجیر کی جھنکار رقص
مثل بلبل دم بھرا کرتے ہیں جوان و پیر کی — بزم میں کرتا ہے جب وہ طفل [illegible] رقص
کون یوسف سیر کو آیا کہ ہو کر شادمان — ہر دم بازار کرتے ہیں سر بازار رقص
چال چلتا ہے وہ قاتل راہ میں تلوار کی — بسملوں کا ہے پسند اوسکو سر تلوار رقص

اپنی چشم مست کی گردش جو دکہلائے وہ شوخ — مست کی صورت ابہی کرنے لگین ہشیار رقص
سنکے نالون کو ہمارے سر ہلاتی ہی وہ زلف — بانگ نے پر جس طرح کرتا ہے کوئی مار رقص
ہم اگر روتے تو ساری خلق خوش ہوتی اسیر — صورت ماہی کرتا ابر دریا بار رقص

غزل مخلص

ردیف ض

بیوفاؤن سے بہلا دل کا لگانا کیا غرض — بار منت کا عبث سر پر اوٹھانا کیا غرض
کیون کسی کو چاہیئے کیون جان دیجئے عشق مین — خون دل پینا عبث ہی غم کا کہانا کیا غرض
جو کہ اپنا دل دکہاوین کچھ نہ ہمدردی کرین — ایسے بیدردون سے درد دل جتانا کیا غرض
ہمت عالی کا ممنون ہو جو حاجت ہے تجہے — حال دل بے فیض کو اپنا سنانا کیا غرض
جانتے ہو جان جانیکا ہے وان خوف و خطر — پہر گلی مین اوس بت قاتل کی جانا کیا غرض
جب تمہین آنا نہین منظور اس بندے کے گہر — جہوٹے وعدے پر عبث کرنا بہانا کیا غرض
آتش داغ جدائی مین کسی گلفام کے — مثل بلبل اپنا دل ناحق جلانا کیا غرض
ایک دم بہر بہی نہ اپنی جو ہوا داری کرے — ایسے ظالم کی گلی مین خاک اوڑانا کیا غرض
جو نہ پوچھے بات اپنی مخلص اوس سے کیا کہے — بیوفا سے حرف مطلب لب پہ لانا کیا غرض

غزل اسیر

ردیف ط

گرد عارض جب نکل آتا ہے خط — ہالۂ مہتاب سمجہا تا ہے خط
کیا نزاکت اوسکے چہرے کی کہون — مجھ سے لیتا ہون تو بجاتا ہے خط
اضطراب دل جو لکھ دیتا ہون مین — منزلون قاصد کو دوڑاتا ہے خط
لکھتے لکھتے بسکہ ہو جاتا ہے طول — رفتہ رفتہ یار تک جاتا ہے خط
دیکھیئے خط ہے یہ کسکے نام کا — نامہ بر سے کسکے پونہچاتا ہے خط
سورۂ والشمس ہے رخسار یار — آیۂ واللیل کہلاتا ہے خط
اضطراب دل ہمارا ای اسیر — سنکے قاصد اوسکو پونہچاتا ہی خط

غزل جمیل

جب وہ کرتے ہی نہین تحریر خط ‌ ‌ ‌ خاک لکھین عاشق دلگیر خط
مجھکو سنکر اپنا مشتاق جمال ‌ ‌ ‌ اوسنے بھیجا ہے مع تصویر خط
آپنے لکھا کسی کا بھی جواب ‌ ‌ ‌ سیکڑون مین نے کیے تحریر خط
دیکھیے رحم اوسکو شاید آگیا ‌ ‌ ‌ کر گیا آخر مرا تاثیر خط
اب مصور کو بناؤن نامہ بر ‌ ‌ ‌ چاہیے اونکا مع تصویر خط
کچھ تو ہو تسکین دل بیتاب کو ‌ ‌ ‌ ایک تو لکھو اوبت بے پیر خط
مین نے کچھ لکھا نہ تھا جز حال دل ‌ ‌ ‌ پھاڑ ڈالا اوسنے بے تقصیر خط
اب کسی سے وہ نہین پرسان حال ‌ ‌ ‌ بے اثر نالہ ہے بے تاثیر خط
کیا لکھون حال دل صد چاک اوسے ‌ ‌ ‌ وہ بت بدخو نہ ڈالے چیر خط
وہ چلے آئے جو مضمون دیکھکر ‌ ‌ ‌ سحر تھا جادو تھا یا تسخیر خط
جب لکھا مجکو صف ابروانے جمیل ‌ ‌ ‌ میرے حق مین ہوگیا شمشیر خط

غزل اسیر

خدمت قاصد اگر نہ لایا خط ‌ ‌ ‌ ڈاک مین اوس صنم کا آیا خط
تمکو کیا میری سرنوشت سی کام ‌ ‌ ‌ کوئی پڑھتا نہین پہ آیا خط
سوز فرقت کا تھا جو حال رقم ‌ ‌ ‌ آگ مین یار نے جلایا خط
لو غلامی سے ہوتے ہین آزاد ‌ ‌ ‌ خط حوالے کرو کہ آیا خط ++
یار کا خط نہین یہ ای قاصد ‌ ‌ ‌ خط سے ہمنے بہت ملایا خط
دیکھیے خط یہ کسکے نام کا ہے ‌ ‌ ‌ کسکے قاصد نے یہ دکھایا خط
اوسکی آزردگی کا دھیان رہا ‌ ‌ ‌ کبھی لکھا کبھی مٹایا خط +
پڑھ کے اوس بت کی ہاتھ تک پونچے ‌ ‌ ‌ اسقدر طول ہو خدایا خط

کیسا گھبرا کے وہ لگا کہنے ‌ ‌ قطعہ ‌ ‌ میرے قاصد نے جب دکھایا خط
کون ایسا ہے آشنا میرا ‌ ‌ ‌ ‌ کسنے بھیجا کہان سے آیا خط
عاشق زار کی صاف تم ہو اسیر ‌ ‌ ‌ ‌ اسقدر کہتے کیون پڑہا یا خط

غزل جمیل

اٹھو یارب یار کا آجائے خط ‌ ‌ رٹ یہی ہے ہمکو ہر دم ہائے خط
اس پریشانی مین جو آجائے خط ‌ ‌ کوئی دم تو دل مرا بہلائے خط
زندگی کا میری ہو تا وہ سبب ‌ ‌ ایک پرچہ بھی جو آتا جائے خط
جتنے خود لکہہ کر اگر بھیجے نہین ‌ ‌ اسقدر ہین کے کہا لکھے پائے خط
لکھتے ہین تشریف لانیکا وہ حال ‌ ‌ شوق مین کیونکر نہ دل تڑپائے خط
اوس ہٹ تو خط کی صورت دیکھکر ‌ ‌ اک زمانہ ہوگیا شیدا ہے خط
اپنا سب لکہا ہے حال اشتیاق ‌ ‌ کسکو بھیجون کون اُسے پہونچائے خط
تیرے کیا کیا عہد و پیمان او مین ہین ‌ ‌ حال کہل جائے جو دیکھا جائے خط
جب وہ لکہتے ہی نہین خط ای جمیل ‌ ‌ کوئی کیونکر اونکا لیکر آئے خط

غزل شرم

مجھے ای شرم ہے محبوب کا بیکار لحاظ ‌ ‌ عاشق زار سے کرتے نہین للہ لحاظ
وصل مین اتنا نکر غیرت گلزار لحاظ ‌ ‌ بیکلی دلکو ہی دیتا ہے مجھے خار لحاظ
خفا ہو جو لیا بوسہ تیری عارض کا ‌ ‌ کشش شوق مین باقی نہ رہا یار لحاظ
دیکھکر آنکھ چرا لیتے ہین کرتے ہین ادب ‌ ‌ اسقدر ہے وہم نظر رخسار لحاظ
دل تڑپتا ہے مرا ضبط سی تیرے یکبار ‌ ‌ وصل کے دن تو نکرا ای بت عیار لحاظ
یاد جب آتا ہے قسمت سی اکیلا معشوق ‌ ‌ عاشق زار کو رہتا نہین نہار لحاظ
صورت زیست نہوگی کسی صورت میری ‌ ‌ بوسہ دینے مین کیا تو نے جو ای یار لحاظ

چال چلتا ہے مرا سرو رواں آفت کی
کبک کو آئی نہ کیونکر دم رفتار لحاظ

مین فقط ہون تری شیرین سخنی کا عاشق
مجھسے کرتا ہے عبث تو دم گفتار لحاظ

ہو کے بدخواب وہ دشنام کہین دے نہ مجھے
مجھکو آتا ہے اوسے کرتے ہین بیدار لحاظ

اب جو فرمائیگا آپ وہی سنیگا
ہو چکا ضبط کیا آپکا سو بار لحاظ

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار لحاظ

غزل داغ

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ
انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

دامن جھٹک جھٹک کے چھڑایا ہزار بار
تمکو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ

کل غیر کے بھی سامنے جھپکیگی تری آنکھ
دن کو مزہ دکھائیگا اس رات کا لحاظ

دیکھو ادھر اوٹھاؤ نظر ہو چکی حیا
کیا جانتا نہین کوئی اس گھات کا لحاظ

کل بھی خدا کیواسطے رکھنا خیال مین
ان منتوں کی شرم و مدارات کا لحاظ

اقرار بھی ہے وصل پہ انکار بھی اونہین
اسبات کا لحاظ نہ اوس بات کا لحاظ

اے داغ میکدے مین گئے ہین جناب شیخ
ٹوٹا ہے آج قبلۂ حاجات کا لحاظ

غزل حجاب

غضب ہے حسن خداداد پہ یہ پیاری وضع
دلون کو چاہنے والون کے ہے کٹاری وضع

ملا نہ مثل ترے کوئی گو بہت ڈھونڈھا ++
نہ پائی بات تری سی جو دیکھی ساری وضع

پری تو کیا ہے نہین حور مین بھی جان جہان
یہ ناز اور نزاکت یہ پیاری پیاری وضع

اگرچہ اور بھی ہین وضعدار دنیا مین
مگر سبھون سے نرالی ہے یہ تمھاری وضع

حجاب بس مین کنیز جناب زہرا ہسم
ہزار مین نہ چھپے گی کبھی تمھاری وضع

غزل اسیر

دست نازک مین گرے روشن جو وہ گلرو چراغ
صورت گل باغ محفل کو کرے خوشبو چراغ

لیجیے موجود ہے یہ دل ہمارا داغدار
چاہیے تمکو اگر پھر شب گیسو چراغ

داغ کہائے عاشقون نے بال جب اوسکے کہلے
ہوگئی جب شام روشن ہوگئے ہر سو چراغ

اہل محفل کو کرین دیوانہ پروانے تو کیا
تیری آنکھونکا صنم سیکھے اگر جادو چراغ

ہون مین حیران وصل کی شب روشنی کیونکر کرون
کوئی جل سکتا ہی پیش افعی گیسو چراغ

کیا نظر آتی ہے ہمکو خوبصورت روشنی
مہروش ہے شمع محفل مین تری مہرو چراغ

روشنی اوس بت نے کی اللہ کے گہر مین امیر
کعبہ ابرو ہے اگر خال ترا ابرو چراغ

غزل قلق

ابھی تلک جو نہین چاہ پیار سے واقف
وہ شوخ کیا ہو مرے حال زار سے واقف

ہنوز رونے پہ میرے شروع الفت ہے
ابھی یہ دل نہین صبر و قرار سے واقف

بہت ہے صحبت اغیار سے اوسے پرہیز
وہ رشک گل نہین پہلو ہی خار سے واقف

مثال آینہ ہم جیسے حیرتی ہین ترے
کہ جن دلون مین نہ تھا تو سنگار سے واقف

ہنوز عارض دلبر ہے گرد خط سے پاک
یہ آینہ نہین ابتک غبار سے واقف

وہ ایک رات تو تجھ سے الگ نہ سوئیگا
ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف

چڑھیگا جسپہ یہ جن جان لیکے اتریگا
نہین ہے تشنۂ الفت اوتار سے واقف

وہ مست خواب ہے بلبل چمن مین شور نکر
نہین تو نازکے خوبی یار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

غزل گویا

ہاتھ پھر وحشت نے دوڑائے گریبانکی طرف
پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف

پھر بہار آئی گل رخسار یاد آنے لگے
مثل بلبل اوڑ چلا دل پھر گلستانکی طرف

پھر کسیکا چاند سا مکھڑا مجھے یاد آگیا
دیکھتا ہون رات بھر پھر ماہ تابانکی طرف

پھر کسی کے لنبے لنبے بال یاد آئے ہمین
روتے ہین پھر دیکھکر شبہائے ہجرانکی طرف

ای جنون پہر ہمکو وہ خوش چشم یاد آئیگی
روتے ہین پہر دیکہہ کر چشم غزالان کی طرف

پہر اونہین زلفون کا سودا سلسلہ جنبان ہوا
پہر لگے جا جا کے رونے سنبلستانکی طرف

پہر پریشانی کی صدمے کہینچنے مجہکو پڑے
دل کہنچا جاتا ہے پہر زلف پریشانکی طرف

آستین پہر آنسوؤن سے ہای تر ہو جائیگی
پہر لگے بہ بہ کے جانے اشک دامانکی طرف

ای جنون رگہای تن کو شوق نشتر پہر ہوا
دیکہتا ہون پہر کسی کی نوک مژگانکی طرف

چہٹ گئی دست خرد سے پہر عنان اختیار
لیچلا پہر توسن وحشت بیابان کی طرف

پہر ہوا شوق شہادت آہ ای گویا مجہے
پہر جہکا جاتا ہے سر شمشیر برّان کی طرف

غزل عالم

کرتا ہے ان دلون جو مجہے بیقرار عشق
اب دیکہیے دکہاتا ہے کیا کیا بہار عشق

کہتا ہے یار کسکو محبت کا ہے یقین
مجہہ کو جتا یا کیجیے اپنا شعار عشق

گہر سے نکال کر اگی در در پہرائیگا
بے خانمان کریگا مجہے بے دیار عشق

اب میرے حق مین دیکہیے یہ کیا کریگا اور
رکہتا ہے بیقرار جو لیل و نہار عشق

کر لاکہہ ان حسینون مین الفت کوئی جتائے
تو کیجیو دلا نہ کبہی زینہار عشق

عاشق اگرچہ لاکہہ چہپائے اسے مگر
سر چڑہ کے اوسکی ہوتا ہے خود آشکار عشق

سبکو رکہا ہمیشہ یونہی غم مین مبتلا
کسکا ہوا جہان مین بہلا دوستدار عشق

ای دل نہ آیئو تو کبہی اوسکے پیچ مین
ہو جائے اب نہ تیرے گلے کا یہ ہار عشق

ہوتا نہ میرا حال یہ عالم فراق مین
کر سکتے ہم کسی سے جو دو چار بار عشق

غزل اسیر

خط مین لکہا ہے یار نے مجہکو سلام شوق
قاصد مری طرف سے بہی کہیو پیام شوق

کیا خوش ہون خط یار مین پڑہکر پیام شوق
غیرون کو بہی تو اوسنے لکہا ہے سلام شوق

جیسے کہ ذکر گیسوی صیاد کا سنا
رہتا ہے مرغ روح گرفتار دام شوق

مزار احمد پہ چل کے بیٹھو ملینگی دل کی مرادین تمھی
اگر نہ بیٹھوگے تو کڑی ہی منزل جھیلنگی تاو نہین جا کہتک

غزل صبا

بستی ہوگی تری ای غیرت گلشن کبتک
دیکہیے آئے بہار گل سوسن کبتک

ای اسیران چمن حسرت گلشن کبتک
تا کجا آہ و فغان نالہ و شیون کبتک

رحم کر حال پہ مر جائے گا ای سوز فراق
قبر مین آگ پہ لوٹون پس مردن کبتک

ہو لیئے پنجۂ مژگان سے در رخنہ یار
چشم حسرت طرف دیدۂ روزن کبتک

پاؤن پڑتا ہون مین للہ گلے سے لگ جا
ہاتھ باندہے ہون ترے آگے بت پرفن کبتک

ناز بیجا نہ کر اے یار وہ دن مین نہ رہے
بات ابتک ہے تیلی پہ لڑکپن کبتک

ای صبا دیجیئے اب چل کر اذان کعبہ مین
دیر مین پھونکیئے ناقوس برہمن کبتک

غزل نظیر

بیٹھے ہین ہم تو آپ بھی بلواؤ گے نہ جبتک
دیکھین تو آپ ہم سے ناخوش رہینگے کبتک

اقرار تہا سحر کا ایسا ہوا سبب کیا
جو شام ہونے آئی اور وہ نہ آیا ابتک

محفل مین گلرخون کی آیا جو وہ پری رو
ہر شکل حیرت اوسکی صورت رہی تا شب تک

قطعہ

بوسہ نظیر ہمکو دینے کہا تہا اوسنے
ہم وقت پا کے جب ہم لینے کو پہنچے جبتک

ہر چند تہا نشے مین وہ شوخ تو بھی اوسنے
ہرگز ہمارے لب کو آنے دیا نہ لب تک

غزل عیش

کیونکر کہون وہ آپ سے آ جائینگے گہر تلک
میری تو آہ مین نہین باقی اثر تلک

چوٹی کی تیری لیتا بلائین مین ای پری
شانے کی طرح ہاتھ پہونچتے جو سر تلک

سو یاد شمع و جوہر سے ساتھ رات بھر
روشن رہا چراغ تمنا سحر تلک

تارے گنا کیا مین شب انتظار مین
جھپکی پلک نہ شام سے میری سحر تلک

سوجھی ہمان یار مین لاکھون ہی بل پڑی
آئی لچک کے زلف جو اوسکی کمر تلک

قاصد کے پر زبسے اُڑ گئے تقدیر کا لکھا — پونہچا جو خط مرا بجت رشک قمر تلک

حیرت مین حیلش لیونہی جو رونا ہے آپکا — پونہچیگا بڑھتے بڑھتے یہ پانی کمر تلک

غزل علیم

پرسان حال جب نرہے دوستدار تک — خاموش ہوگئی مری شمع مزار تک

یہ تو کہو کہ راہ زنی کس سے سیکھ لی — تم لے گئے جو چین کے صبر و قرار تک

دو بات اونسے کی تھین فقط التجا کے ساتھ — باتین سُنائین ایک سے لیکر ہزار تک

اے مہربان وہ کیا ہوئین ذرہ نوازیان — تم تو نہ آئے بھول کے بھی خاکسار تک

قدمون پہ سر کو رکھتے ہی بیہوش ہوگئی — کرنے نہ پائے یار کو خلوت مین پیار تک

جس روز سے کہ آپکی چتون بدل گئی — آنکھین دکھاتے ہین مجھے لیل و نہار تک

سچ سچ کہو علیم تمھین کچھ خبر بھی ہے — کسنے نہ بھلا دیا ہے غم روزگار تک

غزل ظفر

آگے تو ہم سے اسقدر رہتا نہ تھا کبھو الگ الگ — اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہی تو الگ الگ

آج کیا ہے ساقیا بزم مین ہین جو بیخبر ہوے — شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ الگ

ڈر ہے کہ بوسے لے نہ لے منہ کو ملا کے لب سے لب — مجھسے رہے ہے وہ مرا آئینہ رو الگ الگ

چشم سے ہر مژہ پہ یون جلوہ نما ہین اشک خون — جیسے چراغ رکھ دیئے برلب جو الگ الگ

نی مین یہ ہے طلسم کیا نکلے ہے سب سے اک صدا — روزن سینہ گرچہ ہین تا بہ گلو الگ الگ

دست جنون ابھی مرا پونہچا نہین ہے جیب تک — ہوگئے خود بخود مرے تار رفو الگ الگ

گل جو چمن مین ہین ہزار دیکھ ظفر ہی کیا بہار — سب کا ہی رنگ جدا جدا اسکی ہے بو الگ الگ

غزل قیصر

گیسو ہین اونکے سبزۂ رخسار سے الگ — خط شکست سے ہے خط گلزار سے الگ

سرگرم جلوہ ہین وہ سیہ کار سے الگ — رحمت کھڑی ہوئی ہے گنہگار سے الگ

گھٹنے ہین اوسنے پہونک دیا کوہ طور کو
شعلہ ہوا جو آتش رخسار سے الگ

پہونگٹ اوٹھا کے ابرو پر خم دکہا سیئے
اک دم غلاف کیجیئے تلوار سے الگ

دل پہنس گیا ہے زلف بتان فرنگ مین
یہ سلسلہ ہے رشتۂ زنار سے الگ

جا ملینگے اونکے گہر او نہین دیوینگے ایکدن
ہم جنس دل کو بیچینگے بازار سے الگ

محشر مین اونکو آتش دوزخ جلائیگی
جو ہو ہین تیرے سایۂ دیوار سے الگ

ہے دل مین بوسے یون لب نازک کے لیجیئے
رنگ مسی نہو دہن یار سے الگ

کچھ غم نہین ہے جانکے جانیکا غم یہ ہے
سر کٹ کے ہو گیا تری تلوار سے الگ

یارب خیال جلوۂ رخ کا نہ دور ہو ٭
یہ آفتاب ہو نہ دل زار سے الگ

قیصر سے ہے کیا روش ترے نظم کلام کی
رہتی ہے فکر بندش بیکار سے الگ

غزل کیف

کیون نہ مٹ جائے تمہاری روبرو گلشن کا رنگ
پہول سی رخسار نازک اوسپہ اس جوبن کا رنگ

ہے اوسی عالم سے آب اونکے رخ روشن کا رنگ
جسقدر چمکا تہا آگے وادی ایمن کا رنگ

دو ہی دن مین ڈہل گیا بس دیدۂ نرگس کا نیل
کس قدر ای باغبان تہا خام اس گلشن کا رنگ

خون بلبل کا کیا چاہو تو جاؤ باغ مین ٭
ظلم ہے بوٹے سے قد پہ سرخ پیراہن کا رنگ

پان تو کہا کر کیا خون ارغوان کا سفت مین
ہے لگی مسی ابہی شاد و باغ مین سوسن کا رنگ

چہرۂ گل بے ملاحت شور بلبل بے مزہ
کس قدر پہیکا خزان نے کر دیا گلشن کا رنگ

یا پری شیشے مین ہے یا آئینے مین آفتاب
جلوہ گر ہے پیرہن مین یا کسی کے تن کا رنگ

چٹکیان لینا کسی کا باغ مین یاد آگیا
نیل دل مین پڑ گئے دیکہا اگر سوسن کا رنگ

دیکہنا ای کیف اونکی جامہ زیبی دیکہنا
کامدانی کے دوپٹے پر ہے کس جوبن کا رنگ

غزل بادشاہ

آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل
یارب کسی پری پہ کسی کا نہ آئے دل

رسوا ہون بیقرار ہون آوارہ و ذلیل
اوسکی یہی سزا ہے جو تجھسے لگائے دل

پہلو سے میرے اوٹھ گیا جسدم وہ دلربا
بولا مین تہام کرکے کلیجے کو ہائے دل

ہم جان دیتے ہین اونہین پروا نہین ذرا
ناقدردان کے پاس پہنسا جاکر ہائے دل

الفت کبھی کی تو دلبر نا آشنا سے کی
کبھو بیٹھے مفت ہاتھو لئے بیٹھے بٹھائے دل

ای پادشاہ حسن مری نذر ہو قبول
مین پاس اپنے کچھ نہین رکھتا سوائے دل

غزل یکتا

کیا خاک آپ ایسے کوئی پیارے لگائے دل
برباد تم تو کرتے ہو لیکر پرائے دل

وہ دل لگائے آپ ایسے نام من دا صنم
بہتر کا سپہلے جو کوئی اپنا بنائے دل

چھپ چھپ کر چوری چوری ہے کیسا ہی دیکھنا
کتنے اگر کسی کے نہین ہین چرائے دل

جب واسطہ ہی مجھکو کسی سے نہین رہا
ترچھی نظر سے کیون کوئی میرا ستائے دل

یکتا ہمارے دل کی او سے ایسی کیا پڑی
صدہا کے چٹکیون مین ہین اوسنے اڑائے دل

غزل عاشق

زلفون مین جا پہنسا ہوئی ثابت خطائے دل
چھوٹے نہ دام سے یہی اب ہے سزائے دل

فرقت مین یار کی ہے یہہ ہر دم دعائے دل
خالق کرے کسی کا کسی پہ نہ آئے دل

صاحب بتا تو دیجیے وہ جادو ہے کونسا
قابو مین آپ لاتے ہین کیونکر پرائے دل

مجنون بنے اسیر رہے در بدر پھرے
اوسکی سزا یہی ہے جو تمسے لگائے دل

لپٹے وہ رشک گل جو ابھی آکے پیار سے
مارے خوشی کے پھر تو نہ پھولا سمائے دل

بالکل وفا نہ مہر و محبت نہ دلبری
پھر کس اُمید پر کوئی تم سے لگائے دل

دیکھو سمجھ کے رکھیو قدم کوچۂ یار مین
یہان اور کچھ نظر نہین آتا سوائے دل

عناب لب کے بوسے ہون اور شربت وصال
ہے درد ہجر مین تو یہی ہے دوائے دل

اک دن وصال یار نہ عاشق ہوا نصیب
کیونکر نہ صدمہ شب فرقت اوٹھائے دل

غزل ترقی

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نپائے دل
پھر کس امید پہ کوئی تم سے لگائے دل

اک دل تجھے مدام ستانے کو چاہیئے
تیرے لیئے کہاں سے کوئی روز لائے دل

ترغیب دے۔ ہے کس لیئے کعبے کی تو مجھے
زاہد خدا کا گھر نہیں کوئی سوائے دل

اوسکی گلی میں کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن
آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل

بھولا تمہارے عشق میں دنیا و دین کو
جو چاہو اب کرو کہ یہی ہے سزائے دل

اُترا نہ آپکے یہاں کوئی جز کاروانِ غم
تھا انس اسے کہ نہیں بار و سرائے دل

کوچے سے اپنے ہمکو اوٹھاتا ہے کس لیئے
بیٹھے ہیں ہم جہاں سے اپنا اوٹھائے دل

کہتے ہیں دردمند ترقی کا حال دیکھ
یارب کبھی کسی پہ کسی کا نہ آئے دل

غزل عالم

کب تک تری جدائی سے صدمے اوٹھائے دل
ہر روز کے ستم کی کہاں تاب لائے دل

در در پھرا رہا ہے یہ آغاز عشق میں
آخر کو دیکھیے ابھی کیا کیا دکھائے دل

ہنستے ہو میرے حال پہ کیا جائے رحم ہے
اللہ اس طرح نہ کسی کا پھنسائے دل

دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی ہمیں
سب کچھ سنینگے شکر ہے جو کچھ سنائے دل

لائی ہے پیچ میں یہ ہزاروں کو بے گناہ
پھندے سے زلف یار کے خالق بچائے دل

تا چند سنگدل یہ دل آزاریاں تری
رنجیدہ اسقدر نہیں کرتے پرائے دل

جو کچھ کرو ستم وہ سزاوار ہے تمہیں
قابل اسی کے ہم ہیں یہی ہے سزائے دل

آجائے گر وہ غیرتِ گل سیرِ باغ کو
سینے میں اس خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

بیوجہ آنکھ آپ نے عالم سے پھیر لی
خونِ جگر نہ آنکھوں سے کیونکر بہائے دل

غزل فضل

نہیں عشق کا غم جتانے کے قابل
یہ ہے راز دل ہی چھپانے کے قابل

تپ عشق کہتے ہین عالم مین ہرگز
یہ شعلہ نہین ہے بجھانیکے قابل

نہین عشق سے باز آتا ہے ہرگز
دل ایسا ہے تجھ زہر اوڑانیکے قابل

دکھاؤ نہ ہر ایک کو حسن اپنا
یہ صورت تری ہے ہر یک کو دکھانیکے قابل

لگاوین تو کیا ہم لگاوین کسی سے
یہ دل ہی نہین ہے لگانیکے قابل

رکھون سامنے تجھکو آٹھون پہر بس
کہ تو ہے مرقع بنانے کے قابل

بڑا شوخ و چالاک و عیار ہے وہ
نہین وہ کسی کے سکھانیکے قابل

نبھاؤ یہان سے براے خدا تم
یہ دل اب نہین ہے کڑہانیکے قابل

کسی شعلہ رو کا نہونگا مین عاشق
فضل اب نہین دل جلانیکے قابل

غزل سرشار

نہ راز محبت چھپانے کے قابل
نہ ہمراز کوئی سنانے کے قابل

لیا لب کا بوسہ تو جھنجلا کے بولے
ہٹو تم نہین منہ لگانے کے قابل

نہین ہاتھ آتے ہین ڈستے ہین دلکو
یہ کالے نہین مار رکھانیکے قابل

جو سوتے ہین زیر زمین مدتون سے
یہ نالے ہین اونکے جگانیکے قابل

کہون حال دل اپنا کس سے مین یارو
یہ قصہ ہے اونکے سنانیکے قابل

چبھے ہین مرے پاؤن مین خار ایسے
نہین اونکو چن چن جانیکے قابل

دیا غیر نے لاکے آئینہ اونکو
رہے اب نہ ہم منہ دکھانیکے قابل

نہ اوٹھیگا سرشار ساقی کے در سے
یہ سر ہے اسی آستانے کے قابل

غزل تسلیم

یہ دن حسن مین مہندی لگانیکے قابل
مرا ہی جان ہوا اب رنگ لانیکے قابل

بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
کہا اب ہم نہین ناز اوٹھانیکے قابل

کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
نہین ہے یہ تیرے آستانیکے قابل

چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ بہرحال ہم ہین جلانیکے قابل
یہ طفلی یہ پردہ کوئی وجہ ہوگی بظاہر نہین منہ چھپانیکے قابل
بناتا خلک کاش ہمیسا نہ رہی کہ ہوتے تیرے منہ لگانیکے قابل
جو عذر حیا تہا تو کیا چہپکے شب کو نتہے خواب مین بہی تم آنیکے قابل
لحد مین ہلاتے ہین کیون شانہ احباب نہین ابکے سوئے جگانیکے قابل
اگر خاک بہی ہین تو ہین خاک سرمہ ابہی ہین نظر مین سمانیکے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم ابہی تم نہ تہے دل لگانیکے قابل

غزل حجاب

نہین غیر صحبت مین آنیکے قابل ہمین سیر ہین جانان بلانیکے قابل
نہ آیا جو وہ بہت تو یاد خدا کی رہا پہر ابہی منہ دکہانیکے قابل
یہ ہے تیرے بیمار کا حال ابتر نہین اب اوٹہائی بٹہانیکے قابل
دلا بے حجابانہ کہہ یار سے تو نہین پاک الفت چہپانیکے قابل
کدورت نہ کچھ دل مین رکھ کہ مجھسے بیارے یہ حرف غلط ہے مٹانیکے قابل
اوٹہائین نہ کسطرح رغبت سے عاشق ترے ناز بہی ہین اوٹہانیکے قابل
بہت خوبصورت ہین لیکن نہین ہے کوئی جز ترے دل لگانیکے قابل
بلا کر نکالینگے کیا وہ کہ خود ہم نہ آنیکے قابل نہ جانیکے قابل
حجاب اس زمین مین کہی شعر کیا کیا غزل ہے یہ گانے بجانیکے قابل

غزل سحر

بہلا آپ سے دل لگانیسے حاصل بہلے چنگے جی کو گنوانیسے حاصل
کہین رات کو تم رہی سچ تو یون ہی بہلا جہوٹی باتین بنانیسے حاصل
کبہی اب نہ لونگا مین بوسہ لبونکا بگڑتے ہو کیون منہ بنانیسے حاصل

اوتارو کسین تیغ ابرو سے سر کو
کہ ہر بار خنجر و کہانے سے حاصل

لپیسے محبت سنگدل جب نہ سُنکے
مرا حال اوسکو سنانیسے حاصل

سے رنج و غم ہجر مین جان کہوئی
ہوا ہم کو یہ دل لگانے سے حاصل

کیا زندگی کو تو برباد تنے
مرے بعد پہر خاک اوڑانیسے حاصل

خدا را اٹہون کو نہ اے سحر چہیڑو
بہلا جان اپنی گنوانے سے حاصل

غزل رند

پہلے تو دے دیا اوسے بے آزمائے دل
اب دل ہی دل مین کہتے ہین افسوس ہائے دل

آنے دے میری جان کسی پہ جو آئے دل
کچھ مشغلہ ضرور ہے آخر برائے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار
بیشمار ہائین ہاتہو نسے اپنا وہائے دل

پوچہون علاج کس سے محبت کے روگ کا
عیسیٰ کے پاس بہی تو نہین ہے دوائے دل

سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہوکے بہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تہا یہی تہی سزائے دل

پروردگار صدمے جو معصوم ہین یہ تہی
لوہے کا اک تو ادیا ہوتا بجائے دل

آ عندلیب ملکے کرین آہ و زاریان
تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل

تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر
تو آرزوی جان ہے تو مدعائے دل

ٹپکا ہے پڑا ہے بڑی طرح چاہ کا
ایسا نہو کہ جان ہی اپنی گنوائے دل

اشکو نکے ساتہ وہ بہی لہو ہوکے بہ گیا
اے رند دیکہہ تو یہ ہوئی انتہائے دل

غزل واسطی

تلاش یار مین ہے رہنما دل
لیے پہرتا ہے مجھکو جا بجا دل

اگر ہوتا نہ زلفون پہ شیدا دل
تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل

مین اوسکے ہجر مین دیتا ہون جی نرا
کہ جسنے ہنستے ہنستے لے لیا دل

یہ سودا ہم سمجھ کر مفت لیتے
جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بیوفا کا آشنا تو + برا تیرا ہو ای نا آشنا دل
ہوے بیخود جو دیکھا جلوۂ حسن نہین پایا تو اپنا کھو گیا دل
دغا دی مجھکو ملکر اوس پری سے نہین دیکھا ہے ایسا بیوفا دل
نہ جائیگی قیامت تک محبت مبارک ہو تمہین مطلب مرا دل
نہین اس دل مین جا داغون کی خالی الٰہی ہو عنایت دوسرا دل
جفا کر اس قدر مجھ پر نہ ای بت خدا سے ڈر کہ ہے اللہ عادل
نہ سمجھا و اسطی مین سوز غم سے کہ شعلہ ہے مرے پہلو مین یا دل

غزل ریحان

میری بس مین کبھی ای دلربا اپنا نہ آیا دل وہ کیسے ہین جو کر لیتے ہین قابو مین پرایا دل
رہی یا جان جانے دل مین جانا نہ ہی سمائی ہی کسی صورت سی پھر سکتا نہین اب تیر آیا دل
خدا نے سوز بیتابی مری قسمت مین لکھا ہے جگر آتش کو پرکالے کا پارے کا بنایا دل
ستانے سے تمہاری ہر طرح کے ہم آتے ہین نہین معلوم ہمنے او ستمگر کس کا دکھایا دل
گلہ کس کا شکایت کسکی شکوہ کیجیے کس کا دغا ہر ایک نے دی ہی جس جس سے لگایا دل
کبھی آئی نہ تاب ہجر اس سیماب سیرت کو جدا ہو ہو کے عاشق نے کئی بار آزمایا دل
بلای عشق سر اپنے سے ہنسے آپ نازل کی خیال زلف کر کر دام الفت مین پھنسایا دل
دغا دی محبت کر کے کس آئین مین سمجھے جدا ہوتے ہو اب پھر تو پہلے کیون ملایا دل
جسے آنا ہو آئے ہم تو جاتے ہین خدا حافظ جو دیکھا غیر کو بیٹھے تری گھر سے اوٹھایا دل
سمائی ہے ہوا گلگشت صحرا کی مرے سر مین بہار آئی جنون پیدا ہوا پھر رنگ لایا دل
کھڑی باتین سنو چھڑکی سہو ترچھی نظر دیکھو گلہ کس منہ سے اب کرتے ہو ریحان کیون لگایا دل

غزل وزیر

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل دہن زخم پکارا کیے ہیہات قاتل

دستِ نازک کی نزاکت جو سپر نے دیکھی
ایسی ہٹی کہ ہتھیلی کا بنی تل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشقِ جانبازانہ
تیغ خونریز پہ ہی غور شمائل قاتل

جی مین آتا ہے تری تیغ کو رکھ لون دلمین
ایسی لیلی کے لیئے چاہیئے محمل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہے یہ محفل قاتل

تو نے زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہہ سلاسل قاتل

دل مین ہے عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنون سے ہوئی آباد یہ منزل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمنِ جان ہے تری طرح جگر دل قاتل

کھینچے تلوار تو ہوجائے دو چندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالے سہ کامل قاتل

کب پھڑکتا تہا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگِ حنا ہوگیا بسمل قاتل

بعد مردن بھی وہی شوقِ شہادت ہی وزیر
دہنِ زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل

غزل صبا

ای صنم سب ہین تجہے ہاتہو لئے نالان آج کل
صورتِ ناقوس ہین گبر و مسلمان آج کل

باغ مین کہتے ہین وہ لالے کا تختہ دیکھکر
گل کہلاتی ہے عجب خاک شہیدان آج کل

حرفِ مطلب اپنے دیوانے کا بھی سن جا ذرا
ہو تجہے چھٹی جو ای طفل دبستان آج کل

پیشتر خط سے مزہ تہا حسن کا ای نونہال
ہوگیا داغی ترا سیب زنخدان آج کل

یاد کرتے ہین کسی سے کے مصحفِ رخسار کو
طاقِ نسیان پر رکھا ہے ہمنے قرآن آج کل

زلفین چھوڑی ہین جو اوس صیاد گلرخسار نے
دام مین پھنستے ہین مرغان گلستان آج کل

ہاے وہ خوش قد پئے گلگشت اب آتا نہین
نخل ماتم ہے ہر اک سرو گلستان آج کل

جو حسین ہے گرد ہے اوس پادشاہِ حسن کے
رہتا ہے پریون کے جھرمٹ مین سلیمان آج کل

اینٹھتے ہین کج ادائی کرتے ہین عشاق سے
بل کی لیتے ہین بہت گیسوی جانان آج کل

سامنا ہر روز کا ہے اوس بت شفاک سے
ای صبا اللہ ہی ہے اپنا نگہبان آج کل

غزل عالم

لب سے جدا نہ کر مرے پیمانہ آج کل
ساقی ہوائی باغ ہے مستانہ آج کل

یون در سے آکے تو مرے پھر جا نہ آج کل
کافر خدا کے واسطے ترسا نہ آج کل

سیرِ چمن کو مجھکو نہ لیجاؤ دوستو
جوشِ جنون سے بہاتا ہے ویرانہ آج کل

جلتا ہے سوزِ غم سے ہر اک استخوان مرا
اک شمع رو پہ دل جو ہے پروانہ آج کل

سو سو طرح سے یار جلاتا ہے شکر ہے
سمجھا ہے اپنے رخ کا جو پروانہ آج کل

ناصح نصیحتون سے سنبہلتے ہین دل کہین
وحشت ہے عاشقون کو تو سمجھا نہ آج کل

قطعہ

مین نے کہا جو اوس سے کہ ای جان فراق مین
کہاؤنگا زہر بس مجھے ترپا نہ آج کل

ہنسکر دیا جواب کہ کیا خوب دیکھیے
پھر آپنے شروع کیا دھمکا نہ آج کل

عالم خمارِ عشق سے ہے کس کا بتایئے
کرتے ہو تم کلام جو رندانہ آج کل

غزل اکبر

دولت وصال کی جو میسر ہے آج کل
عرش برین سے بڑھکے مرا گھر ہے آج کل

مجھسے وہ بیقصور مکدر ہے آج کل
کیا خاک لطفِ زیست میسر ہے آج کل

آوارگی نصیب مین دن بھر ہے اندنون
روتا تمام رات مقدر ہے آج کل

کیا کہیے عشق کون سے پردہ نشین کا ہے
کس کوچے مین کہون مرا بستر ہے آج کل

اوستاد ہی وحید مین ہو جسکو گفتگو
طیار اوس سے بحث کو اکبر ہے آج کل

غزل تپش

وہ گل طلب کرے جو کبھی آ چمن مین گل
آئین چمن سے لیکے عنادل دہن مین گل

توڑے جو اپنے ہاتھ سے وہ گل چمن مین گل
پھولے نہ پھر سمائین کبھی پیرہن مین گل

دیکھا ہے تیرے بوٹے سے قد کو جو باغ مین
کرتے ہین چاک اپنی قبائین چمن مین گل

آمد سنے جو اوس گلِ خندان کی باغ مین
گلچین بجای فرش بچھا دے چمن مین گل

جھڑتے نہین ہین پھول یہ منہ سے دم کلام — گویا بھرے ہوئے ہین تمہارے دہن مین گل

ای گل جو تیرے پھول سے رخسار دیکھ لے — بلبل ہزار کھو ہو نہ دیکھے چمن مین گل

اب شاعری ہے قافیہ پیمائی ہونکی عیش — ثابت نہو بلا سے مگر ہو کہن مین گل

غزل وزیر

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن گل — چپ رہنے مین غنچہ ہے تو ہنسنے مین دہن پھول

کیا پڑ گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمہاری — کیون سوکھتے ہین باغ مین آ آکے سہرن پھول

دیکھا ہے جو بلبل نے ترے نقش قدم کو — نظرون سے گرے جاتے ہین ای رشک چمن گل

پھبتی ہے نئی رخ کو کہون پھولونکی ڈالی — گل عارض گلگون ہے دہن پھول ذقن پھول

بوٹا سا ہے قد یار کا نخل چمن حسن — پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول

بیسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا — تازہ کوئی دکھلائے ہمین چرخ کہن پھول

گل ریز ہے کیا کلک وزیر اب دم تحریر — پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول

غزل شہامت

جو معشوق ہو دل لگانے کے قابل — تو عاشق بھی ہو ناز اوٹھانے کے قابل

اونہین اپنی محفل مین کیسے جگہ دی — لب فرش تھے جو نہ آنے کے قابل

چھوئینگے نہ ہم اونکی زلف سیہ کو — نہین یہ بلا سر چڑھانے کے قابل

ادہر بھی کوئی تیر ای صید افگن — مرا مرغ دل ہے نشانے کے قابل

وہ کھینچے ہوئے تیغ ابرو کھڑے ہین — مقدر سے ہے آج آزمانے کے قابل

اوٹھا شرم کا رخ سے تب اونکے پردہ — رہے ہم نہ جب منہ دکھانے کے قابل

کھنچی تیغ ابرو تو دل نے صدا دی — یہ موقع ہے گردن جھکانے کے قابل

امان ہے وہ بسمل مین گھایل ہون جسکا — مرا زخم دل ہے دکھانے کے قابل

شہامت کرو اب نہ الفت کسی سے — زمانہ نہین دل لگانے کے قابل

غزل فقیر

نہین درد دل کا چھپانے کے قابل | یہ قصہ ہے اونکے سُنانے کے قابل
لگاوین تو کیا دل لگاوین کسی سے | رہا یہ نہین دل لگانے کے قابل
مرے درد دل کو خدا جانتا ہے | نہین ہے زبان پر وہ لانیکے قابل
مسیحا بھی دیکھ اوسکے کشتے کو بولا | یہ مُردہ نہین ہے جلانیکے قابل
نہ بھایا ہمارے سوا کوئی تجھ کو | فلک کیا ہمین تھے ستانیکے قابل
ڈرو تم خدا سے ستاؤ نہ اتنا | فقیر اب نہین غم اوٹھانیکے قابل

غزل گویا

جاتے ہین یا اوسکو بلواتے ہین ہم | دل کو یہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم
بال تیرے مُنہ سے سرکاتے ہین ہم | شام کو اب صبح دکھلاتے ہین ہم
اے بُت کافر تو نکلا سنگدل | دل لگا کر سخت پچھتاتے ہین ہم
اے غم دلدار سینے سے نہ جا | ہجر مین دل تجھ سے بہلاتے ہین ہم
ایک بھی غمخوار یہ کستا نہین | رو رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم
آنکھ مجھ سے پھیر کر کہتا ہے وہ | گردش ایام دکھلاتے ہین ہم
ہجر کی شب ہم کو نیند آتی نہین | زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم
تو نے نظرون سے گرایا کیا ہمین | سبکی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم
بھیجتے ہین خط پہ خط اوسکو سوا | گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم
دیکھ آتا ہے جو وہ ہی یار کو | پانون اوسکے چومتے جاتے ہین ہم
سر وبال دوش ہے گویا کو اب | تیرے پانون کی قسم کھاتے ہین ہم

غزل رند

دل کو پھیر کا کل مین اوبجھاتے ہین ہم | سر پہ پھیر رو نہ سیہ لاتے ہین ہم

جب تری فرقت مین گھبراتے ہین ہم
سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
باغ مین جا جا کے گل کھاتے ہین ہم

کل کہہ آئے تھے نہ آوینگے کبھی
بے بلائے آج پھر جاتے ہین ہم

جان نہ دینی ہوگی کسی نے روبرو
یہ تماشا تجھ کو دکھلاتے ہین ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
تابمقدور اوسکو سمجھاتے ہین ہم

وصل کی مانی ہین کیا کیا منتین
چلّے درگاہون مین بندھواتے ہین ہم

یاد آتا ہے وہ مکھڑا چاند سا
چاندنی راتون مین چلّاتے ہین ہم

یان عدم کو لگ رہا ہے چل چلاؤ
اب بھی آنا ہے تو آجاتے ہین ہم

قطعہ

رند جب ملتے ہین وہ تنہا کہین
دوڑ کر اونسے لپٹ جاتے ہین ہم

مسکرا کر کہتے ہین تب ناز سے
بس انہین باتون سے گھبراتے ہین ہم

غزل عالم

اوسکی فرقت کا جو غم کھاتے ہین ہم
شمع سان ہر دم گہلے جاتے ہین ہم

خار ہوتی ہے ہمین سیر چمن
بن ترے گر باغ مین جاتے ہین ہم

آپ اگر آنے سے آزردہ ہوئے
لو خدا حافظ چلے جاتے ہین ہم

ایسی دنیا سے اوٹھی رسم وفا
نام سے اُلفت کے شرماتے ہین ہم

غیر سے ملنے کے بارے مین صنم
تیرے قدمونکی قسم کھاتے ہین ہم

جو کرے وہ ظلم زیبا ہے اوسے
دل لگانے کی سزا پاتے ہین ہم

خوش نہین آتی کوئی صحبت ہمین
دل کو سو سو طرح بہلاتے ہین ہم

طعن سے کہتے ہین کیسا ہے مزاج
اشک جب آنکھون مین بھر لاتے ہین ہم

کرتے ہین لاچار بوسے کا سوال
دل پہ جب قابو نہین پاتے ہین ہم

اپنی نادانی بیان کس سے کرین
دیکھئے جب دل تو پچھتاتے ہین ہم

ہیں وفاؤں میں سنو عالم شمار | بات پر اپنی مٹے جاتے ہیں ہم

غزل جمیل

سر پہ اک تازہ بلا لاتے ہیں ہم | دل کو پھر زلفوں میں اولجھاتے ہیں ہم

یاد ہے جیسے تری رفتار کی | مثل نقش پا مٹے جاتے ہیں ہم

غم جو مونس ہے تو تنہائی رفیق | دل انہیں دونوں سے بہلاتے ہیں ہم

گرمی سوز فراق یار سے | شعلے کی صورت بھڑکے جاتے ہیں ہم

اب بہلتا دل نظر آتا نہیں | سوی صحرا ای جنون جاتے ہیں ہم

وہ زمانہ بھی تھا کیسے لطف کا | قطعہ | یاد کر کے جسکو پچھتاتے ہیں ہم

اب چمن میں صورت باد خزان | خاک اوڑاتے ہیں جہاں جاتے ہیں ہم

یاد وصل یار سے ملتا ہے کچھ | ہاں فقط اک رو کر رہ جاتے ہیں ہم

اب تو جس صحرا میں تو ہوتی ہی سائے | وحشت دل تجھ سی گھبراتے ہیں ہم

کیا ہوی پھر عاشق زلف ای جمیل | کچھ پریشان آپ کو پاتے ہیں ہم

غزل وحید

دیکھتے ہیں جلوہ حسن بتان آنکھوں سے ہم | لوٹتے ہیں خوب لطف دو جہان آنکھوں سے ہم

کچھ کسی کو راہ دکھلانے کی بھی حاجت نہیں | حسن جس گھر میں ہو جاتے ہیں وہان آنکھوں سے ہم

چاند سی صورت دکھانے کا اگر وعدہ کرو | آتے ہیں سو مرتبہ ای مہربان آنکھوں سے ہم

بڑھ گئی ہے انکی بیماری سے بیماری دل | اب بہت ہو تے جاتے ہیں ناتوان آنکھوں سے ہم

سامنے اونکے سے پوچھا اشکباری کا سبب | کیا بتائیں گر گئے ہیں ناگہان آنکھوں سے ہم

ای وحید آتا نہیں کب اونکی جانیکا خیال | کس گھڑی کرتے نہیں آنسو روان آنکھوں سے ہم

غزل ستم

عہد یہ کر چکے ہیں اوس بت مغرور سے ہم | تیر سے ہوتے نہ جدا [illegible] ہم

جانتے گر یہ ستم عشق مین ہوتے ہمپر
دل لگاتے نہ کبہی اوس بت مغرور سے ہم

کام کیا تہا ہمین جو اتنی خوشامد کرتے
عشق کرتے ہی ترا ہو گئے مجبور سے ہم

ای فلک پاس ہی اوس کے ہہا دا کرات
چاند کی طرح جسے دیکھتے ہین دور سے ہم

عشق انسان مین اوٹہاتے ہین قیامت کے صدمے
ربط پیدا یون سے کرینگے نہ کبہی حور سے ہم

آئینۂ دل مین کدورت ای شررم
صاف ہونگے نہ کبہی اوس بت مغرور سے ہم

غزل نظیر

دور سے آتے تہے ساقی سنکے میخانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

باغبان جانے دی ہمکو پہر نہین آنیکے ہم
طوق قمری کی طرح اپنا دیا پانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اوبے خبر
کیا ترے عاشق ہوئے تہے درد و غم کہانیکو ہم

مے بہی ہے مینا بہی ہے ساغر بہی ہے ساقی نہین
جی مین آتا ہے لگا دین آگ میخانے کو ہم

شہر مین لگتا نہین صحرا مین گہبراتا ہے جی
اب کہان لیجا کے بیٹہین ایسے دیوانیکو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی
اب تو پوجینگے اسی کافر کے بتخانیکو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتادے ای نظیر
تاکہ شادی مرگ سمجہین ایسے مرجانیکو ہم

غزل سرور

توڑکر خم اور رشک کر آج پیمانے کو ہم
سوئی مسجد جاتے ہین شیخ ادہر کے بہکانیکو ہم

شمع رو محفل مین کب ہین بار پروانیکو ہم
ایک پتنگے سے ہی کیا کچہہ کم ہین جلجانیکو ہم

خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس
دہیان مین لاتے ہین جسدم گذری افسانیکو ہم

کل تلک تہا جس مکان پر شمع رو یونکا ہجوم
چہانتے ہین اب وہان پر خاک پروانیکو ہم

اشک گلگون کا نشان چشت کچہہ پتہ ملتا نہین
جب خزان مین ڈہونڈہتے ہین اپنے کاشانیکو ہم

جرم کچہہ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین
روتے ہین کنج قفس مین آب او دانیکو ہم

رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے ای سرور
اور اوبجہ اوٹہتے ہین بیٹہین جبکہ سلجہانیکو ہم

غزل ہوس

یہی کہتی تہی لیلی پردہ نشین نہین کہاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجہے کچہ نہین غم اوسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم

روکا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہے خفا مری بات سے
نہین مین نے کسی سے تو بات بہی کی مجہے اپنے ہی شرم و حیا کی قسم

مری گریہ سے جاوے ہی صبر و سکون مرا اشکو لئے ٹپکے ہے قطرۂ خون
تو کہا یہ تو تمہی نازِ بون مرے سرو کے قند قِ پا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اوسے دیکہہ کر رنگ شفق کا اوڑا
نہین اسمین مبالغہ ایک ذرا مجہے تیرے ہی رنگِ حنا کی قسم

ترے کشتۂ غم کا ہے حال تبہ یہی کہو جو جانا ہو تیرا ادہر
تجہے قاصدِ موجِ نسیم سحر مرے ہجر کی شب کے بکا کی قسم

کبہی کہتا تہا قیس غزالون سے جا کہو ناقہ ادہر سے کدہر کو گیا
کبہی کہتا تہا تو ہی بتا دے صبا تجہے لیلی کے زلف دوتا کی قسم

کبہو ساغرِ وصل نہ مین نے پیا کبہو زخم جگر کو نہ مین نے سیا
تم کہو رنج و تعب کو عزیز کیا مجہے عشق کے جور و جفا کی قسم

نہ تو پائی ہوس کبہی پہلو تکی بو نہ تو بیٹہا ہون مین کبہی بر لب جو
نہ تو بکلی دل کی گئی ہے کبہو مجہے یار کی بوی وفا کی قسم

غزل عاشق

جفا کی تمکو اگر ابتدا نہین معلوم	وفا کی ہمکو ہے کچہ انتہا نہین معلوم
ضرور اپنی محبت کی داد لیتا مین	پہ کیا کرون تجہے رسم وفا نہین معلوم
سوال کرتا ہے اکثر جواب لب کا	مزاجِ یار تجہے کیا ذرا نہین معلوم

تہا کے کوئی حسین دل مرا لیا کسنے
ابہی تو پہلو مین تہا کیا ہوا نہین معلوم

کروگے وصل کا اقرار کون ہی شکو
یہ حال کچھ مجھے ابہی سہ لقا نہین معلوم

کیا ادہر سے آتی یہ کون خوش رفتار
زمین پہ کسکے ہین یہ نقش پا نہین معلوم

آلمح دل مین جو اوٹھتا ہے درد اے عاشق
ہے کسکے پہلو مین وہ دلربا نہین معلوم

غزل سعید

کبھی جو طالع کی خوبیون سے مقام خلوت کا پا سینگے ہم
شمولا کے یکشت بغل مین اونکو نصیب اپنا جگا سینگے ہم

بیان قاتل سے ہے داغ دیگر شباب جسکا مٹا ئینگے ہم
گلاب تربت پر اوسکی بوینگے نخل ماتم لگا ئینگے ہم

میان عشاق امتحا نی بہون مین جوہر دکہا ئینگے ہم
کہنچیگی جسدم وہ تیغ قاتل سر اپنا پہلے جہکا ئینگے ہم

اگر محبت کا امتحان ہے تو پہیر قاتل گلے پہ خنجر
مثال بسمل تڑپ تڑپ کر نہ دست و پا کو ہلا ئینگے ہم

ہمارا تو حال نزع کا ہے جو آپ آتے تو آمین کیا تہا
یہ عہد صاحب نے کب کیا تہا کہ پہر نہ صورت دکہا ئینگے ہم

ہزارون رنج و الم ہین دیتے کسی کا دل کیون ہین مفت لیتے
بشر کو لازم ہے یہ تو سمجہے خدا کو کیا منہہ دکہا ئینگے ہم

جفا کا سوجہ ہوا ہے قاتل عجیب ہے وقت سخت مشکل
ستم کے سہنے کو اک نیا دل کہان سے ہر روز لا ئینگے ہم

نہ صحن گلشن نہ بزم جانان نہ کوئی فردوس ساغر بخوان
نہ دے تو ساقی بغیر سامان نہ جام منہ سے لگا ئینگے ہم

دلِ سعید اب یہ کہہ رہا ہے کہ جس پہ سارا جہان فدا ہے
مرا ارادہ ابھی ہوا ہے اوسی کے کوچے مین جائینگے ہم

غزل شہزادی

جب کبھی تنہا اوسے پاتے ہین ہم — دیر تک سینے سے لپٹاتے ہین ہم
محفلِ ساقی مین جب جاتے ہین ہم — خون دل پی پی کے رہجاتے ہین ہم
صاف دھو جاتا ہے سب دل کا غبار — آنسوون کا مینہ جو برساتے ہین ہم
آدرِ دولت تک اے خانہ نشین — سر ترے چوکھٹ سے ٹکراتے ہین ہم
تجھکو دل دینا نہ تھا اے بیوفا — جی مین یہ رہ رہ کے پچھتاتے ہین ہم
زیست سے برگشتہ ہو جاتا ہے دل — تیری چتون جب پھری پاتے ہین ہم
دل کو ہے اوس رشکِ لیلی کا خیال — دشت مین مجنون کو شرماتے ہین ہم
یون دکھا کر زلف کو کہتا ہے یار — پیچ مین دل آپکا لاتے ہین ہم
ہوگئی شہزادی از خود رفتگی — آپ مین پہرون نہین آتے ہین ہم

غزل قیصر

صبا نہ جائینگے اس سال لالہ زار مین ہم — کہ اپنے داغون سے گلشن ہوئے بہار مین ہم
صبا کیطرح پتنگون کی شکل لو کی روش — ہر ایک رنگ سے جاتے ہین بزمِ یار مین ہم
جو یاد مانگ کی آئی تصورِ رخ مین — طلب کی راہ سے سیدھے گئے تتار مین ہم
ستم کی خو ہے اونہین ہم وفا پہ مرتے ہین — نہ اختیار مین وہ ہین نہ اختیار مین ہم
برا ہو شورِ قیامت جگا دیا تو نے — پڑے تھے چین سے کیا گوشۂ مزار مین ہم
فنا کے بعد عزیز و قریب دور ہوئے — ہزار حیف کہ تنہا ہین مزار مین ہم
شباب ہی مین اجل آگئی ہزار افسوس — چلے ہین باغِ جہان سے عجب بہار مین ہم
کفن کا بار تھا ایسا پسِ فنا قیصر — وفورِ شرم سے گڑ گڑ گئے مزار مین ہم

غزل شہیدی

اس قدر ظالم نہیں ہین قابل آزار ہم
اب ترے دشمن سہی آخر کبھی تھے یار ہم

اس لیے پردہ نشین کے ہین پس دیوار ہم
چوڑیون کی اوسکی سنتے ہین کبھی جھنکار ہم

دیکھتے ہین عشق مین اب زندگی دشوار ہم
جانتے ایسا تو کیون کرتے کسی کو پیار ہم

بدگمانی ڈالتی ہے دل مین اک ناسور سا
دیکھتے ہین بند جب وہ روزن دیوار ہم

آدمی کے حال کا آئینہ ہوتی ہے جبین
دیکھتے ہین صاف رنجش کے سے کچھ آثار ہم

پہلوون مین آتا ہے سینے سے لپٹ جا ایکدم
آج تو ای رشک گل دلکے نکالین خار ہم

اوسکے بستر کا اوٹھے پہلو نکو تنہائی کی رات
رکھکے چھاتی کی تلے کرتے ہین کیا کیا پیار ہم

زور رہی ہین یہ جو منھ ڈھانکے سرہانے لاش کے
زندگی مین تھے انہین کے طالب دیدار ہم

آکے میری گھر مین اونکو شام سے نیند آگئی
ای شہیدی رکھتے ہین کیا طالع بیدار ہم

غزل امیر

شوخی ہے قیامت تری مستانہ ادا مین
فتنون نے قدم چوم لیے لغزش پا مین

پھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا ناز و ادا مین
اک شاخ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین

شرمائی ہوئی چتون پر اوسکی نہ جانا
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوی حیا مین

کہتی ہے شب وصل مین چتونکی شرارت
آج آگ لگا دونگی مین دامان حیا مین

جوہر جو تغافل کے ازل مین ہوئی تقسیم
کچھ میری قضا مین تھے کچھ تیری ادا مین

دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب
چل جائے کہین آج نہ شوخی و حیا مین

کہتا ہے جوانی مین یہ اوس شوخ کا جوبن
ہمسے نہ رہا جائیگا اب تنگ قبا مین

مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا
نکلے ہے قضا چھپکے حسینونکی ادا مین

عکس آئینے مین اونسے یہ کہتا ہے کہ ای شوخ
پورا ترا شاگرد ہون مین ناز و ادا مین

شرمانے ہین جب وصل مین وہ مجھسے تو شوخی
لے لیتی ہے چٹکی دہن پہلوی حیا مین

کیونکر نہ امیر اس سے تر و تازہ ہوں وہ عین　　پھولوں کی سی ہے بو دامن گلچین کی جو ہین

غزل داغ

نمکین تری شوخی مین تو شوخی ہی حیا مین　　غمزہ ترے انداز مین انداز ادا مین

دو باتوں کی فریاد ہے درگاہ خدا مین　　رحم آئے ترے دل مین اثر میری دعا مین

لے نامہ بر اوس محبت کی وہی راہ گذری　　سجدے کا نشان جسکے ہو نقش کف پا مین

آنکھین تری بیمار ہوئین شرم حیا سے　　زلفین ہین گرفتار مرے دل کی بلا مین

سنتے ہین وہ عشاق کی آہین لب دیوار　　پھر یہ بھی شکایت ہے کہ گرمی نہ ہوا مین

اس دام سے چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم　　تو دل مین ہے دل زلف مین ہے زلف بلا مین

ای پردہ نشین یہ تو بڑی شرم کی جا ہے　　تو دل مین ہے دل رنج مین آفت مین بلا مین

تھے اوس محبت ہوش سے رستہ جا ہو وے　　انگشت نما داغ ہوے ساری ہوا مین

غزل غریب

تجھ سا نہین ای مجھو کوئی ناز و ادا مین　　غمزے ہین نہ عشوے ہین نہ شوخی نہ حیا مین

کیا قہر تھا کہنا وہ کسی کا دم رخصت　　ہم جاتے ہین رکھنا ہمین تم یاد دعا مین

نازک گل رخسار مین پژمردہ نہو جائین　　نکلا نہ کرین آپ کبھی گرم ہوا مین

کچھ خون بھی عاشق کا ملا اس مین ملا ہے　　سرخی کبھی دیکھی نہین یہ رنگ حنا مین

اون آنکھ اوٹھی اور یہان کام تھا آخر　　دیکھا نہین یہ تو کبھی تیر قضا مین

غزل سوسن

ہجر مین آہ شرربار کرون یا نکرون　　چاک داماں شب تار کرون یا نہ کرون

دل [illegible] اظہار کرون یا نکرون　　بیوفا ہے وہ اوسے پیار کرون یا نکرون

کہیئے کیا حکم ہے حضرت [illegible] عشق　　دل کے طالب ہین [illegible] انکار کرون یا نکرون

سنتے ہی وصل کا مذکور جھکالی گردن　　دل مین ہے سوچ کہ اقرار کرون یا نکرون

ایک بوسہ کے بھی دینے مین ہوا اتنی حجت — مین بھی دل دینے مین تکرار کرون یا نہ کرون
یار آرام مین ہے وصل کی شب جاتی ہی — دل مین حیران ہون کہ بیدار کرون یا نہ کرون
وہ جھروکے سے جو جھانکے تو مین اتنا پوچھون — بستر اپنا پس دیوار کرون یا نہ کرون
عاشق تازہ اونھون نے تو نکالا اپنا — مین بھی پیدا کوئی دلدار کرون یا نہ کرون
اوسکی صورت کو تو ہی دیکھکے اے مونس — ایسے یوسف کو بھلا پیار کرون یا نہ کرون

غزل حیرت

زلف کو چہرے پہ سرکاؤ بھی اے یار کہین — دل سیہ ہو نہ جائے مری خوف شب تار کہین
اونکی بیٹھک سب مری پہلو پہ نظر پڑتی ہے — دل نہ ہو جائے مصیبت مین گرفتار کہین
اب جو آئے ہو تو اے رشک مسیحا بیٹھو — پھر نہ بڑھ جائے مری عشق کا آزار کہین
دیکھ لیتے ہین تجھین چشم تصور ہی سے وہ — چوکتے بھی ہین بھلا طالب دیدار کہین
چشم جادو سے اولجھنا نہین اچھا حیرت — زندگی آپ کو ہو جائے نہ دشوار کہین

غزل وحید

بلبل شیدا کو دکھلاؤ تماشا پانوں مین — تم زر گل کا پہن لو آج توڑا پانوں مین
شوق مین کیسے اوڑے جاتے ہین کوچہ یار کو — ہو گئے شاید پر پرواز پیدا پانوں مین
کوچہ گردی پھر کہان صحرا نوردی پھر کہان — اے جنون سب ہے یہ پھیر دم کا جلوہ پانوں مین
دوڑ کر اتنا بھی بیدردی سے اے لیلی نہ چل — دیکھ تو لپٹی نہ ہو جان زلیخا پانوں مین
کیا ملا مجنون تار دامن اور کانٹوں کے سوا — لیچلے صحرا سے ہم کیا ہاتھ مین کیا پانوں مین
ایک کر دے جستجو مین دونون عالم کو وحید — طاقت رفتار اتنی دے خدا یا پانوں مین

غزل سعید

قیامت کر رہی ہین خواب مین جلوہ دکھاتی ہین — پڑے ہشیار ہین غفلت مین جو سر پاس آتی ہین
مین وہ صید گرفتار بلا ہی دام گیسو ہون — کہ جسکے دل کی بہلانیکو خود صیاد آتی ہین

جگہہ تم اپنے دل مین ہم عزیزونکی نہین رکہتے ۔ ہمین دیکہو تمہاری راہ مین آنکہین بچہاتے ہین
جو کہتا ہون نہین خوبی وفا دل مین جنہین ہوتی ۔ تو مجہسے روٹہ جاتی ہین بگڑ کر منہہ بناتے ہین
سقہ بر راہ پہ آیا سعید زادو گر اپنا ۔ ابہی تو ٹہنڈی ٹہنڈی کربلا کی سمت جاتے ہین

غزل حسرت

کبہی منہہ ہی چہوڑاتے ہین کبہی بتی لگاتے ہین ۔ ہماری پاس آتے ہین تو کیا کیا رنگ لاتے ہین
بہت بیتاب ہوتی ہین ہمین جب تم نہین ملتے ۔ تمہاری داغ الفت کو کلیجے سی لگاتے ہین
زمانے کی دورنگی کا اثر ہے اور کیا سمجہین ۔ اونہین ہم یاد کرتے ہین وہ ہمکو بہول جاتے ہین
وہ پہر سہرہ لگاتے ہین کوئی اندہیر ہوگا ۔ کیا تسخیر دل جسنے وہی جادو جگاتے ہین
خبر اسکی نہین سر پر خدا انکے دن بہی آتے ہین ۔ چمن مین گریۂ شبنم پہ غنچے مسکراتے ہین
سوے گور غریبان جب کبہی بہولے سے جاتے ہین ۔ بجای چادر گل قبر پہ تیوری چڑہاتے ہین
جو فرماتے ہین کیون رو رو کے ہو حسرت تب مین کہتا ہون ۔ تمہاری آتش فرقت کو اشکون سے بجہاتے ہین

غزل اکبر

جفائین جہیل کر تاثیر الفت ہم دکہاتے ہین ۔ حنا کی طرح سے پس لیتے ہین تب رنگ لاتے ہین
شباب و شرم دونون کا اثر دیکہین جو پاتے ہین ۔ سوال وصل پر انگڑائی لیکر مسکراتے ہین
لگا ہونکی طرح وہ شوخ پہرتا ہے جو محفل مین ۔ کف پا کے تلے مجہ جمال آنکہین بچہاتے ہین
مزا اونکی طبیعت مین ہر غصہ آ نہین سکتا ۔ سوال وصل پر تیوری چڑہا کر مسکراتے ہین
یہان اک قہر ہے عاشق لٹے مرتے ہین آپس مین ۔ اونہین ہے دل لگی فقرونکی تاثیر آزماتے ہین
ہنسا کرتے تہے ہم دن رات آگے بزم عشرت مین ۔ کبہی اب اپنی تنہائی پہ شاید مسکراتے ہین
فدا سو جان سے ہوتا ہون ہمت پر انکی ہمت پہ ۔ جلے جاتے ہین لیکن شمع سے لپٹے ہی جاتے ہین
کہلایا غم پلایا خون دل مہمان نوازی کی ۔ ترے احسانمند ایسے ہی ہم دنیا سے جاتے ہین
سحر کو در پہ جاتا ہون تو فرماتے ہین اندر سے ۔ ابہی سو کر اوٹہے ہین ہاتہہ منہہ دہو تو آتے ہین

غزل وزیر

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی تنگی کھنچو
کہربا کے رنگ سے کھینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسہ دے سکا لیکن ترے دیوانہ نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

دامن اوس گل کا جو اٹکا پھر کر دیکھا نہ گیا
دے اب اے بلبل دعائین خار دامنگیر کو

کیستی ہے منہ ری چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سننا ذرا تقریر کو

اے پری تو نے ہمین وحشی کیا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھ اے وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

خط سنبل مین لکھینگے زلف جانان کی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیئے تحریر کو

شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ اے وزیر
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

غزل داغ

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو
خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

یہ مصرع لکھ دیا ظالم نے میری لوح تربت پہ
جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون عمر اب گران کیون ہو

ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ ہم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو

انہین گو رنجش بیجا ہے لیکن ہے تو مجھ ہی سے
محبت گر نہ ہو باہم شکایت درمیان کیون ہو

گئے ٹھکرا کے مجھ کو اور پھر کہتے گئے یہ بھی
نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو

نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

خدا شاہد خدا شاہد ہے کیون کہتی ہو عدو ہم
خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

نوید جانفزا ہے کیا خبر قاتل کے آنیکی ۔ بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمانی کی

غزل

اندنون جوش جنون ہے ترے دیوانیکو ۔ لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانیکو

کیون منع کرتا ہے تو یار کے گھر جانیکو ۔ ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانیکو

خونِ دل پینیکو اور لخت جگر کھانیکو ۔ یہہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانیکو

داستان کس سے کہون اپنی ای افسوس کہ وہ ۔ بھول کے بھی نہین سنتے مرے افسانیکو

اسقدر ظلم کیا مر گیا شیدا تیرا ۔ لاش عاشق کی لیے جاتے ہین دفنانیکو

غزل تراب

اوڑکے آیا ہے لگن مین تری جلجانے کو ۔ شوق سے پھونک ڈالی شمع تو پروانے کو

شہر مین اپنے یہ لیلی نے منادی کر دی ۔ کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانیکو

مین سمجھتا ہون اشارات و کنایات تری ۔ رازِ معشوق سے کیا علم ہے بیگانیکو

ساقیا مجھہ سے نکرنا کبھی پیمان شکنی ۔ توڑ ڈالون گا ترے شیشہ و پیمانیکو

اپنے گھر آہ رقیبون کو بلایا اوسنے ۔ جسنے کل آپ کہا تہا مرے گھر آنیکو

قصۂ لیلی و مجنون سے وہ کیا واقف ہو ۔ جانتا ہے جو کہانی مرے افسانیکو

ساقیا بھر کے نظر دیکھہ دے اکبار ادہر ۔ مے کی حاجت نہ ہے پھر تیرے مستانیکو

تیرے روکے سے مین جاتا نہین ناصح اودہر ۔ کیا تو شیطان سے کم ہے مرے بہکانیکو

مر گیا دیکھتے ہی یار کے دانتونکی چمک ۔ قصد کرتا تہا جو ہیرے کی کنی کھانیکو

قلب کہتا ہے وہ صراف بچہ دلکو مرے ۔ اوسکی دوکان پہ جو لیجاتا ہون پرکھانیکو

کیون نہ اب بازی کرے طفل برہمن سے تراب ۔ خانۂ یار سمجھتا ہے وہ بتخانے کو

غزل خلیل

پھول اوس رشک گلستان نے جو مارا مجھکو ۔ گل کے کھانیکا کیا ہے یہہ اشارا مجھکو

یا نہ سے تجھکو جو زلفوں میں چھپا لیتے ہو
جی سے بھاتا ہے یہ انداز تمہارا مجھکو

بس نہیں دل پہ خفا یار ہی دشمن ہی جان
ایسے جینے سے تو مرنا ہے گوارا مجھکو

آگیا یاد ترے کان کا موتی اے ماہ
نظر آیا جو کبھی صبح کا تارا مجھکو

سرو قد سیب ذقن غنچہ دہن گل عارض
تیرا نظارہ ہے گلشن کا نظارہ مجھکو

چشم بیمار کی الفت نے تو بیمار کیا
پیچ میں لاکے تری زلف نے مارا مجھکو

دل کا لینا ہے اگر مد نظر حاضر ہے
جان جاناں تجھسے سوا دل نہیں پیارا مجھکو

یہی رہتا ہے زبان پہ تری ہر رات خلیل
ہے اجل حسرت دیدار نے مارا مجھکو

غزل نجم

نہیں ہے حوصلہ چلے جانا بس اتنی دیر دم لیلو
نکل جاوے جو دم تن سے تو پہر رو کے قسم لیلو

چلے جانا چلے جانا نہ روکینگے نہ روکینگے
گھڑی بہر تو ذرا ٹھہرو ابھی آئے ہو دم لیلو

تمہارے بعد جانیکے بہت جوش الم ہوگا
گھڑی بہر ہی تمہیں آنسو تو آنکھوں کی قسم لیلو

تمہارے ساتھیوں میں کان نچوڑو قافلہ والو
قدم آگے بڑہاؤ نہ رہے جاتے ہیں ہم لیلو

نچوڑینگے زنخدان کی محبت اے پری ہم تو
جو ہم اس چاہ سے نکلیں تو یوسف کی قسم لیلو

دیا مژدہ مجھے دل نے کہ اوٹھو ہوش میں آؤ
پیام وصل لایا ہے تو قاصد کے قدم لیلو

میں دل کو بیچتا ہوں اے حسینو ایک بوسے پر
اگر منظور ہو لینا بہت قیمت ہے کم لیلو

ابھی تو قبر تک اپنی ہیں ہاتھوں ہاتھ پہنچو تو
جنازہ دوش پہ یارو مرادو دو قدم لیلو

جو دل اے نجم دیتے ہو تو لیں دیو فاؤں کو
پری پیرو دیوں سے پہلے تم سلیمانی قسم لیلو

غزل ظفر

دل و جان دین و ایمان ہے جو لینا ہو صنم لیلو
کرونگا عذر دینے میں نہیں تجھسے قسم لیلو

ہمارا اتنا کہاں لیں بوسہ وسکا بیرضا تیرا
کہیں جبتک وہ منہ سے کہ ہاں راضی ہیں ہم لیلو

تم آنے عین گرمی میں نکل کر دل سے اے شکوہ
کوئی دم نکل مژگاں کے ذرا سائے میں دم لیلو

یہی سبب ہے حضرت دل عشق سے باز آ رہین تو دا
اگر لینے ہو اپنے واسطے تم ہول غم لیلو

بھرے ہے کون کون الفت کا دم معلوم ہو جائے
یہاں لاتے تو ہو بیان جسوقت شمشیر ستم لیلو

ردائے عشق سنے کی ساتھ میرے فوج اشکوں کی
اگر چلتے ہو تم بھی نالہائے دل الم لیلو

کہا ہے دشت وحشت میں مجنوں نے قدم اپنا
کہو کانٹو لنے گر منظور لینا ہو قدم لیلو

تمہیں بھی عاشق بیدل سے لینا دل کا کیا مشکل
کہ تم دمباز ہو جسوقت چاہو دیکے دم لیلو

نہیں کچھ اعتبار اونکا وہ ہین کہنا مگر جانا
لوشتے اونکی بالون سے ظفر تم یک قلم لیلو

غزل شور

کبھی ہمکو تمسی بھی عشق تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شور اسکا تھا جابجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہی یہ وصال کا کیا تمنے وعدہ وصال کا
سو وہ آج تک نہ وفا ہوا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو مہر و لطف تھا دمبدم مرے حال پہ تمہیں اے صنم
مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات جسکی سو راز کی ہین تمنے تمسے کہی وہ جسگھڑی
اوسی جان لو جسکے بولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بھی وقت کیا تھا کہ اے صنم ہمیں ہجر کا تھا نہ کچھ الم
رہا وصل مین جو عجب مزہ تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی وہ جو مجھکو جو پا لیا گلے پیار کرکے لگا لیا
وہ نگاہ مہر سے دیکھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کیا چرچا وصل کی رات کا تو چھپا کے منہ کو دہن میں
کہ ہی یاد اوسکو ہی بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی کرکے شکوہ بگڑ گئی کبھی ہنسی ہنسی مین اوڑ گئی
نئے ناز اور وہ نئی ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو خطا کبھی مجھسے ہو پڑی تو وفا جتا کے اوسکو مگر
مجھے عفو کر دیا برملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ کہتے تھے باصفا جسے آپ جانتے تھے باوفا
یہ وہی ہے شور بدل فدا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل مومن

وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی وعدہ یعنی نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھپہ تھی بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی سب مین بیٹھے جو روبرو تو اشارتون ہی سے گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانیکو دمبدم
گلہ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جیکو بری لگے
تو بیان سے پہلے ہی بھولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا کیا آپنے ایک وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا مین نے بات وہ کوٹھے کی مرے دل سے صاف اوتر گئی
تو کہا کہ جانے مری بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل قیس

قامت موزون جو اوسکا یاد آیا رات کو
فتنہ محشر نے کیا کیا سر اوٹھایا رات کو

کسنے جلوہ حسن کا اپنے دکھایا رات کو
گھر سے باہر چاندنی مین کون آیا رات کو

لب سے لب اور سینہ سے سینہ ملایا رات کو
زندگی کا اوسنے کیا کیا حظ اوٹھایا رات کو

خود بخود وہ آئے میرے پاس گھبرائے ہوئے
جذبۂ دل نے اثر اپنا دکھایا رات کو

سرمہ آنکھون مین لگا کر کی قیامت یار نے
ساحری چشم نے جادو جگایا رات کو

جس کمان ابرو کو صیادی پہ اپنی ناز تھا
وہ شکار افگن مرے پہندے مین آیا رات کو

گفتگو اوسنے سر محفل اشارون مین ہی کی
غیر کی آنکھون مین ہنسکے گھر بنایا رات کو

چاہ غبغب کو مین سمجھا چشمۂ آب بقا
سبزہ خط نے ترے کیا کیا لبھایا رات کو

گو ہین بندہ ہی ہر کو نسے معشوقی قیس تمہین
کس پری رو کے تصور نے جگایا رات کو

غزل نور

مرے ساقی کے دم تک تھا فقط آباد میخانہ
بھرا آتا ہے دل خالی جو پاتا ہون مین پیمانہ

شب وصلت برنگ خواب تھا سامان شاہانہ
سحر ہوتے ہی وہ ساقی تھا نہ شیشہ تھا نہ پیمانہ

مری پالوؤن مین موج بوی گلکی ٹیریان نچ وین
بہار آمد گل مین ہوا ہون اب کی دیوانہ

دم رفتار دل ہر گام مین پستے ہین عاشق کے
قیامت قد ہے بوٹا سا غضب ہے چال مستانہ

نہ غنچہ ہے نہ بلبل ہی نہ گل ہی اور نہ گلچین ہے
عدو دشمن کا بھی یون ہوا پہولا پہلا ہے باغ ویرانہ

تمہاری کاکل پیچان کا ہمکو جیسے سودا ہے
کوئی کہتا ہی وحشی اور کوئی کہتا ہے دیوانہ

ہوا ہی آج کل ای لوگو انکو شوق زینت کا
کبھی دانتون مین مسی ہی کبھی ہاتھون مین ہی شانہ

غزل مونس

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ
رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ

نہ کیونکر ہمارے اوس پری پیکر کو یارانہ
وہ شمع پیدا ہین سیج دال وہ سنگین دل [illegible]

ملے آنا مجھے کیونکر تری محفل مین جانانہ
مری صورت فقیرانہ ترا دربار شاہانہ

اوسی رشک پری پر جان دیتا ہون مین دیوانہ
ادا جسکی ہی بانکی ترچھی چتون چال مستانہ

ہماری اور تمہارے عشق کا چرچا ہی شہر مین
کوئی سنتا نہین ہے لیلی و مجنون کا افسانہ

گذر یارب گلستان مین ہوا ہی کس شرابی کا
کہ شاخین جھومتی ہین نعرۂ بلبل ہے مستانہ

بتا ای شمع بزم حسن کیسی ہے یہ بیتابی
تجھے پروا نہ ہوا اور جاتا ہے جل جل کے پروانہ

غزال دشت بولے دیکھکر مجنونکی میت کو
وہ وحشی مر گیا بس ہو چکا آباد ویرانہ

کہون کیا تجھسے کیفیت مین اپنے دین و ایمان کی
فقیر مست ہون مونس مرا مذہب ہی رندانہ

غزل عارف

ہاتھ آئین وہ پیارے پیارے ہاتھ
اسی حسرت مین ہین ہمارے ہاتھ

دسترس پائین گر ہمارے ہاتھ
پھر نہ چھوڑین کبھی تمہارے ہاتھ

چھوئین زلفین جو انکی یون کوسا
سانپ ڈس جائین یہ تمہارے ہاتھ

منہدی ملکے یہ ناز سے بولے
رنگ لائے ہین کیا ہمارے ہاتھ

کف افسوس ساری عمر ملی
جسنے دیکھے وہ پیارے پیارے ہاتھ

کیا جلے ہین رقیب دیکہہ کے کل
یار کے ہاتہہ ہین ہمارے ہاتہ

پالون بہی ہم نہ دیکہنے پائین
برہمن دیکہے یون تمہارے ہاتہ

نہین افشان چہڑا رہے ہین وہ
توڑتے ہین فلک کے تارے ہاتہ

خون بہا لینگے ہم حنا مل کر
کرتے ہین دمبدم اشارے ہاتہ

حشر مین جائیگا کہان قاتل
ہے گریبان ترا ہمارے ہاتہ

ہاتہا پائی رہی شب وصلت
تہک گئے پالون جب تو مارے ہاتہ

شب وصلت اگرچہ ایہہ کہا
نچلے رہتے نہین تمہارے ہاتہ

قطعہ

تہام کر ہاتہ ایک دن جو کہا
بعد مدت کے آئے پیارے ہاتہ

بولے گہبرا کے دیکہہ لے نکوئی
چہوڑ دو چہوڑ دو ہمارے ہاتہ

حال ورقِ حنا پہ اس سے لکہا
پونہچے شاید کہ یہہ تمہارے ہاتہ

چال دزدِ حنا نے ایسی کی
خود بچا اور بندہے تمہارے ہاتہ

ہاتہہ مین لیکے دل وہ کہتا ہے
نیچے ہوا ہے ہمارے ہاتہ

کہا عارف سے او سنے سنکے غزل
معرکہ یہہ رہا تمہارے ہاتہ

غزل جمیل

سیب ذقن ملا نہ آئے انار ہاتہ
گلزارِ حسن کا نہ لگا کوئی بار ہاتہ

باہر جو آستین سے کئے تونے یار ہاتہ
عاشق کے حق مین ہوگئے خنجر کا وار ہاتہ

کیونکر نہ عاشقونکو ہون یہ تیغ بے نیام
ساعد مین نور کے ہین ڈہلی تیری یار ہاتہ

اب وصل مین لو کہول دی محرم کی بند کو
اس عقدہ کا تو تجہپہ ہے دار و مدار ہاتہ

دکہلائین کیون نہ اونگلیان گنتے مین آپکی
بوسون کو تا کجا کرین صاحب شمار ہاتہ

کیا یاد آئی ہے وہ ہم آغوشی صنم
جو آج اسقدر ہے تجہے اضطرار ہاتہ

گستاخیون کی دیجئے جو چاہیے سزا
قربان آپ پر ہین تصدق نثار ہاتہ

وعدہ پر آج وصل کے آیا وہ ماہ شُر
دل کو جگر کو سر کو اب اوس پر تو دار ہاتھ

محروم سے آپکے نہ یہہ ترےم ہوئی کبھی
اک عمر سواسی کے ہین امیدوار ہاتھ

گستاخیان ستا ہون پہنچے یہہ شب وصال
بےصبر آج دل ہو تو بےاختیار ہاتھ

جوش جنون یہی ہو تو مر زیر پہنچی جیل
ثابت کفن نہ رکہینگے زیر مزار ہاتھ

غزل قلق

منہہ ہی سے شرح کب ہین مرید دلربا کی ہاتہ
دہوئی ہین اوسنی خون سے محو بیخطا کے ہاتہ

اللہ ری شرم وصل کی شب پانون ہی پڑے
سر کے نہ اوسکے چہرہ سے مارے حیا کے ہاتہ

پہر پہر کے پانون توڑیے راہ طلب مین کیون
اک در پہ بیٹہ رہیئے جہان سے اوٹہا کے ہاتہ

پامال کتنے ہوتے ہین رفتار ناز سے
وہ بت برہمنون سے پہ بولا دکہا کے ہاتہ

گنج جمالِ یار پہ پایا ہے دسترس
کیا مال مفت لگ گیا دزد حنا کے ہاتہ

محروم تیرے فیض سے کوئی رہا نہیں
ساقی ادہر بہی جام کوئی دیجئے بڑہا کے ہاتہ

پابند شرم تہا وہ عبث جلد ہی کی قلق
پچہتا رہا ہون وصل مین اوسکو لگا کے ہاتہ

غزل داغ

یون شب وعدہ رہی طالب دیدار کی آنکہہ
جس طرح سوئی چمن مرغ گرفتار کی آنکہہ

نیند آئی ہے سر شام شب وصل اونہین
کیا برے وقت لگی طالع بیدار کی آنکہہ

زلف دیتی ہے تری ابروئے پُرخم کا جواب
داد دیتی ہے تری شوخی رفتار کی آنکہہ

طور بےطور ہوئے دل کے خدا خیر کرے
بیطرح گہات مین ہے اوس بت عیار کی آنکہہ

وہ تہے موسیٰ ہی جنہین تاب نظارہ نہوئی
یان نہ جہپکیگی ترے طالب دیدار کی آنکہہ

اللہ اللہ کشش حسن کہ ہمراہ نگاہ
کہنچی جاتی ہے ترے طالب دیدار کی آنکہہ

ہوئی جاتی ہے سوا بوسہ لب کی قیمت
دیکہنے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکہہ

دل چرایا ہے وہ اب آنکہہ ملائین کیونکر
سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہگار کی آنکہہ

ٹپکی پڑتی ہے نگہ سے تری الفت اے داغ
کہیں چھپتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ

غزل گوہر

اشک کیون کر رہی ہے جاری آنکھ
کس سے گوہر لڑی تمہاری آنکھ

پھر دکھا دو تم اپنی پیاری آنکھ
کر رہی ہے امیدواری آنکھ

لیگئی دل کو کرکے یاری آنکھ
کیسی عیار ہے تمہاری آنکھ

اوسکو کھو بیٹھے تجکو روتے ہین
دل گیا اب ہے تیری باری آنکھ

دیکھیے اس طرف وہ کب آئین
ہے لگی جانب سواری آنکھ

غم فرقت نے دونون کو مارا
آہ کرتا ہے دل تو زاری آنکھ

تیری چتون کی شوخی آفت ہے
ہے شرارت بھری تمہاری آنکھ

ایک دم تو ہمین ہنسا جاؤ
آئی ہے روتے روتے عاری آنکھ

ہوا بیہوش دست دیکھکے دل
ساغری ہے یا تمہاری آنکھ

آنکھ اوس شوخ سے لگی جیسے
لگتی دم بھر نہین ہماری آنکھ

دل تو لیتے ہین دلربا پیچھے
پہلے کرتی ہے پیشکاری آنکھ

دلربائی کی جو ادائین ہین
سب ادا کرتی ہے تمہاری آنکھ

دیدنی ہے غزل یہ اے گوہر
کیا جمی ہے یہ ہوشیاری آنکھ

غزل ذوق

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ

بہو ذرا کوچہ اگر جو لگے آنکھہ حجر اسنے
یاردن کا گیا اون پہ بھرم اور زیادہ

بتوان مین ذکیا تجھہ سا خدائی مین نہین اور
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ

[illegible] کہ مرے وہ دم خنجر
ہے عشق کا بھر اوسکے دو دم اور زیادہ

کیا قہر ہی جتنا کہ وہ چاہت سے رُکے ہی — اوتنا ہی اوسے چاہتے ہین ہم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر — ہے ذوق برابر او نہین کم اور زیادہ

غزل قلق

دانتوں نے جبکہ اوس گلِ تر کو دبائے ہونٹھ — بولا کہ صاحب اپنے سے بھو سپ اسے ہونٹھ
اوس غیرتِ قمر کے اگر دیکہ پائے ہونٹھ — لعل مین بھی رشک سی اپنی چبائے ہونٹھ
سمجھا مین خضر چشمۂ آبِ حیات ہون — ہونٹھون سی میری اوسنے جو اپنی ملائے ہونٹھ
مانگا جو بوسہ یار سے مین نے شبِ وصال — از خود مزی مین آ کی مری کاٹ کہائے ہونٹھ
کیا کیا صفت زبان سی سوسن کے بہی سُنی — ملکر مسی چمن مین جو اوسنے دکہائے ہونٹھ
سُرخی نے اون لبونکی کیا عاشقونکا خون — لالی جمی جو پان کی کیا رنگ لائے ہونٹھ
ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے — کیا دانت پیسے غیرون نے کیا کیا چبائے ہونٹھ
دم آگیا لبون پہ یہہ ڈہکایا یار نے — سو بار پاس ہونٹھونکے لاکر ہٹائے ہونٹھ
بوسی دہن کے اوسکے نہین بہولتی قلق — کہتا ہون ہائے دانت کبھی گاہ پائے ہونٹھ

غزل ریحان

پہلے کچھ اقرار تہا اب منہہ سی فرماتے ہین کچھ — وہ نہ تھے ایسے مگر اغیار بہکاتے ہین کچھ
جوشِ اُلفت مین نصیحت کام کرتی کی نہین — جی اُلجھتا ہی مرا جب لوگ سمجھاتے ہین کچھ
ہین ابھی کم سن وہ ناواقف ہین لطفِ وصل سی — دل مین کچھ ڈرتے ہین کچھ دبتے ہین شرماتے ہین کچھ
گاہ گاہ اس راہ سے اونکا گذر ہونے لگا — بہتر ہی کے مجھکو آثار اب نظر آتے ہین کچھ
وصل کی شب مین نہین اونکی نہین ہی معتبر — دل مین کچھ منظور ہے ظاہر مین فرماتے ہین کچھ
دل کو دل سی روح کو ہی روح سے ریحان صاف — بجز ظاہر کو نہین ہم درمیان مین لاتے ہین کچھ

غزل شہیدی

مشامِ بلبلِ مرے شکِ گل کی ہنوز بو بھی نہین گئی ہی — ابھی وہ نامِ خدا ہے غنچہ نسیم چہیو بھی نہین گئی ہی

نہ عشق سحر کا نہ کسی کا نہ شوق غمزہ کا نہ ہنسی کا
گمان ہو گر تمکو آرسی کا سو رد برو ہی نہین گئی ہے

بلا کو اوسکی خبر ہی کہتے ہین کسکو معشوق کیا ہی شیوا
ہنوز کالو نجین ادہر ہی یہ گفتگو بھی نہین گئی ہے

کریں وہ گو باتین سیان کی سو پہ اپنی سطا ہے پہونچی انکو
بر آمین کیا مالو نے بال ہین کا وہان تجیٔ چہونہین گئی ہے

یقین نہین مجھکو قیس گریان کی چال سے اوسکو آگئی ہو
نکلکے مکتب سے اپنی لیلی کنار جو بھی نہین گئی ہے

ضیا سی جسکے جہان ہے روشن وہ شمع پنہان ہی زیر دامن
حریم عزت کی تا برون شمال تو ہی نہین گئی ہے

شہید ہی اتنی کمان پرستی لنشہ مین بھول بیٹھی مستی
ہوئی ہے اس می سی تمکو ستی جو تاگلو ہی نہین گئی ہے

غزل داغ

مرے کوچے مین وہ کن شوخیونسی جا بجا ٹھہرے
بڑے بے ٹہر ٹہر تھے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

تغافل کی نہ ٹھہرے آج قاتل فیصلہ ٹھہرے
نہین تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دلکو جو دیتے ہین کیسے لوگ ہین یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پہ ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر گو یکتا ہین دونون ہمتو جب جانین
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

مزہ چکھا انہین دنیا کا زاہد تونے دنیا مین
کبھی تو بادہ نوشی کی ہی اے مرد خدا ٹھہرے

متاع شوق بھی ہے مایۂ الفت بھی رکھتے ہین
اگر لیجے تو کچھ سودا ہمارا آپکا ٹھہرے

قسم ہے اوسکی یہ مرضی نہین اے داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بیخطا ٹھہرے

غزل اکبر

تمہین سے ہوئی مجھکو الفت کچھ ایسی
نہ تھی ورنہ میری طبیعت کچھ ایسی

گرے میری نظرون سے خوبان عالم
پسند آگئی تیری صورت کچھ ایسی

گمان ہے خرابے کا آبادیون پہ
بسی ہے نگاہون مین حیرت کچھ ایسی

حیا کی نگاہون نے مارا ہے مجھکو
نہین چتونون کی شرارت کچھ ایسی

یہہ غیرون نے ابلا ونکو برہم کیا ہے
نہ تھی پہلے رنجش کی صورت کچھ ایسی

تجھے ہر طرف جلوہ گر دیکھتا ہون
سمائی ہے آنکھون مین وحدت کچھ ایسی

جو اونکو نہین شوق ملنے کا میرے
تو یان بہی نہین اونکی حسرت کچھ ایسی

مین رو دیتا لگا حال دل کہتے کہتے
یکایک بہر آئی طبیعت کچھ ایسی

رقیبون سے ہین صحبتین تخلیے مین
مجہی سے بس اونکو ہے وحشت کچھ ایسی

جہان دل دکہا بس نکل آئے آنسو
بگاڑی ہی محبت نے عادت کچھ ایسی

بتون نے شرف تیری جلوے سے پایا
نہ تہی ورنہ اونکی حقیقت کچھ ایسی

جگر ہو گیا خاک پہلو مین جل کر
لگی ہی سوزش داغ فرقت کچھ ایسی

بسر کیون نہو عشق خوبان مین اکبر
خدا ہی نے دی ہے طبیعت کچھ ایسی

غزل حجاب

شب وصلت مین ہوی یون نکیونکر جا نجان دیسے
تری چہرے کا تل مجھکو سوا ہے آنکھ کے تل سے

یہ کس خورشید رو کی زلف دہوئے مین لپٹ رہا
کہ موج بوی عنبر تا فلک پونہچی ہے ساحل سے

نہین ای اہل دل پروہ ہی کچھ معشوق عاشق مین
کہ مجنون دل سی پینا ہے تو لیلی اپنے محمل سے

وہ ٹھنڈا ہو گیا یہ تا قیامت یون ہی ترسیگا
ہمارے دل کو کیا نسبت ہے قاتل مرغ بسمل سے

ہزارون سر بکف مارے گئے میدان الفت مین
نہ آئی بو وفا دارون کے خونکی تیغ قاتل سے

بلائین لیکے مین نے اونکی زلفون کو بگاڑا ہے
کرشمائی سو تو سمہی ہین اولجہتی ہین مگر دل سے

جو ہے مشکل کشا سبکا حجاب اس بحر عالم مین
نکالیگا وہی آکر مجھے گرداب مشکل سے

غزل حافظ

کر عنایت کی نظر ای شہ دین تہوڑی سی
کچھ ہماری بہی سن او عرش نشین تہوڑی سی

مر کے بہی باغ ارم مین نہ قدم مین رکھون
تیرے کوچے مین جو مل جائے زمین تہوڑی سی

کبہی مہمان ہو گھر مین مرے وہ رشک قمر
نگہ مہر کرے ای چرخ برین تہوڑی سی

رات بھر حسرت دل نے یہ دعائین مانگین
اور بڑھ جائے شب وصل کہین تہوڑی سی

کشتہ تیغ ادا کی ہوئی مٹی برباد +
نہ ملی کوچہ قاتل مین زمین تہوڑی سی

دل کے ارمان نکلنے کا یہی ہی وقت کہین — رات باقی ہے ابہی ماہ جبین تہوڑی سی
تہام کر لو ہسن انداز و ادا کو ابہی تک — سن لے عرض دل پر درد و حزین تہوڑی سی
زلف شبرنگ سے تارے بہی جہٹک کر نکلین — چُن لی افشان جو تو اے ماہ جبین تہوڑی سی
آپکے حسن و ادا پر تو گلے سے کٹتے ہین — اونگلیان حضرت یوسف پہ کٹین تہوڑی سی
شرم سے نجم فلک قطرۂ شبنم ہو گئے — تمنے افشان جو چہنی شب کو کہین تہوڑی سی
ایسے وعدے سے تو بندے کو نہو گی تسکین — آپ کی ہان مین بہی پیدا ہی نہین تہوڑی سی
اے پری روے و خورشید بہت شرمائین — دیکہہ پائین وہ اگر تیری جبین تہوڑی سی
بتکدہ چہوڑ کے کیا جاتے ہو کعبہ حافظ — اور کاٹو ابہی کچھ عمر یہین تہوڑی سی

غزل اشرف

چکہا دو چاشنی شربت دیدار تہوڑی سی — دم آخر تو کرو خاطر بیمار تہوڑی سی
اگر فرصت ملی ہو غیر کی باتون کے سننے سے — ہماری بات بہی سن لیجیے سرکار تہوڑی سی
صبا کو نکہت گیسو میسر ہو نہین سکتی — لیئے پہرتی ہے بوئے نافۂ تاتار تہوڑی سی
ٹہہر جا اے اجل اور اونکو دم بہر دیکہہ لینے دے — ابہی باقی ہے دل مین حسرت دیدار تہوڑی سی
کیا نازو ادا مین وصل کی شب کو سحر آخر — مین کہتا ہی رہا ہے رات باقی یار تہوڑی سی
تامل سر جہکانے مین کیا کب مین نے اے قاتل — نکلکر میان سے کیون رہ گئی تلوار تہوڑی سی
کہین تو وصل کی نسبت کہین بوسے کی خواہش — ہمیشہ ہمسے اونسے رہتی ہے تکرار تہوڑی سی
تمنا ہے کہ جیتے جی بنا لیتا مین قبر اپنی — اگر ملتی زمین کوچۂ دلدار تہوڑی سی
در خیبر اوکہاڑا قوت دست مبارک سے — یہہ ہے اشرف ثنائے حیدر کرار تہوڑی سی

غزل افق

وصل حاصل ہوا پر ہے ہوس دل باقی — دفتر عشق بتان کی ہے یہ دو اصل باقی
جمع دو بوسے تھے جب مین نے کیئے چار وصول — بولے اب آپ کے ذمے ہے یہ فاضل باقی

نام ہی نام فقط رہ گیا ڈہونڈہین کسکو — نہ تو لیلی ہے نہ مجنون ہے نہ محمل باقی
خط تو سمجھا وہ بہت سبزۂ خط آیا نہ ہنوز — ایک آسان ہوئی پڑ ایک ہی مشکل باقی
مر کے بھی گیسوۓ پر پیچ کا سودا نہ گیا — دل کو ہے سلسلۂ عشق سلاسل باقی
تا کمر آ چکی ہے تا قدم آئیگی زلف — نصف طے ہو چکی پر نصف ہی منزل باقی
دردِ سر حرفِ افق ہے اثرِ بادہ کشی — اب نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ محفل باقی

غزل داغ

تڑپتے ہین اونہین غیرونکی چاہت ایسی ہوتی ہے — خدا کی شان ہے ایسونکی حالت ایسی ہوتی ہے
جب آنکھوں سے لگاتا ہون تو چپکے چپکے ہنس ہنس کر — تری تصویر بھی کہتی ہے صورت ایسی ہوتی ہے
ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر اک دن دکھا وینگے — قیامت اسکو کہتے ہین قیامت ایسی ہوتی ہے
ہماری شکل تیرے غم مین پہچانی نہین جاتی — بگڑ جاتی ہے صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے
کفن سے منہ مرا جب کھولکر دیکھا تو وہ بولے — ہماری چاہنے والونکی صورت ایسی ہوتی ہے
کہو تو ہم نکلتے ہے نہ دیکھو آئینہ دیکھو — بنا دیتی ہے دم بھر اچھی صورت ایسی ہوتی ہے
بھری محفل مین غیرون سے اشارے ہون مرے آگے — مروت آنکھ کی اے بے مروت ایسی ہوتی ہے
وہ دیتے ہین تسلی اور پھر تسکین نہین ہوتی — کبھی سچین یہ کافر طبیعت ایسی ہوتی ہے
نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرہ — انہین کافر بتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے
غضب مین جان ہے پرسونکی شکوے بھول جاتا ہون — کبھی دو چار دن اونکی عنایت ایسی ہوتی ہے
ذرا سی بات پر اے داغ تم اوس سے بگڑ بیٹھے — اسی کا نام الفت ہے محبت ایسی ہوتی ہے

غزل شفا

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے — ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے
والضحی رخ کو لکھا والشمس پیشانی لکھی — زلف کو واللیل کی تفسیر اپنے ہاتھ سے
دانتون کو سلک گہر لب کو لکھا آبحیات — چشم کو کوثر کیا تحریر اپنے ہاتھ سے

غزل آتش

محبت اسلیے تجھسے بت بے پیر کم کر دی
کہ تونے غیر کی خاطر مری توقیر کم کر دی

ذرا ہوئے ہسو وہ تیر جنازے پہ جو آ نکلا
نمازی اسقدر ہوئے کہ اک تکبیر کم کر دی

تمہارے اپنی بیگانے ... خط پڑھتے ہیں
اسی سے اپنے حال دل کی بس تحریر کم کر دی

عزیزوں نکو دوا سے جب مرض بڑھتا نظر آیا
مجھے تقدیر پہ چھوڑا مری تدبیر کم کر دی

پریشان دل مرا کیونکر نہو گا کل کتر ڈالی
کہ تونے قیدیوں کی طول میں زنجیر کم کر دی

فرشتوں کے بجھانیکے لیے آتش ہی دوڑیگی
ہماری آہ کی اللہ نے تاثیر کم کر دی

غزل وحید

تم گھر سے اپنے ای بیان نہ نکلے
حسرت نہ نکلی ارمان نہ نکلے

ڈھونڈھ ہو اگر اس حیرتکدہ میں
مجھ سا بھی کوئی حیران نہ نکلے

کچھ پا گیا ہے تیری سی خوشبو
گلشن سے کیون گل خندان نہ نکلے

ممکن نہیں ہی اس گھر سے اکدن
دو چار دن کا مہمان نہ نکلے

بعد فنا بھی زخم جگر سے
او ترک تیری پیکان نہ نکلے

مانند شمع سوزان محفل
کس بزم سے ہم گریان نہ نکلے

دل کو وحید اب کیا کوئی لیگا
ایسے حسین جبکے ایمان نہ نکلے

غزل داغ

ہای وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بات کرتی نہیں لیتی ہو چٹکی دل میں
یہ تو ہی آپکی تصویر میں اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلا کر ہمکو
یہ تواضع ہی نئی ہے یہ مدارات نئی

ہونگے حوران بہشتی کو پرانے انداز
آپکی بات نئی گھات نئی گات نئی

داغ سا بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا
جسکے ہر شعر میں ترکیب نئی بات نئی

غزل رنگین

اک دن تو آکے وصل سے دل شاد کیجیے / بندے کو قید ہجر سے آزاد کیجیے

اے مہربان وصل کا وعدہ بھلا دیا / اقرار کیا کیا تھا ذرا یاد کیجیے

ہون عاشق قدیم مری قدر ہے ضرور / محنت نہ ایک عمر کی برباد کیجیے

اولٹی ہوا چلی ہے زمانے مین یا نصیب / دل سے وہی بھلائے جسے یاد کیجیے

ٹھکرائیے نہ آن کے تربت کو بار بار / عاشق کی مشت خاک نہ برباد کیجیے

دن زندگی کے کنج قفس مین گذاریے / محبوس ہو کے خاطر صیاد کیجیے

بیچین دل کو کرتی ہین اگلی وہ صحبتین / بھولے ہوؤن کو پھر بھی کبھی یاد کیجیے

عاشق گناہگار ہے تقصیروار ہے / جو چاہیے حضور وہ ارشاد کیجیے

گلشن مین چل کے قامت زیبا دکھائیے / قمری کو قید سرو کو آزاد کیجیے

رہ کھینچیگا رنج ہجر سے ناشاد کب تلک / عاشق کو اب تو بہر خدا شاد کیجیے

رنگین ریاض دہر مین رنگ وفا نہین / دنیا کو ترک صورت آزاد کیجیے

غزل امیر

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی / ہائے کیسی اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی

شوخ کرین کہلوائیگی یہ چال اٹھلائی ہوئی / کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پہ اترائی ہوئی

آئینے مین ہر ادا کو دیکھ کر کہتے ہین وہ / آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جان بلب حسرت مین پاتی ہی جو مجھ ناشاد کو / کیا ہنسی پھرتی ہو ان ہونٹون پہ اترائی ہوئی

کھل گیا جوبن تو عصمت سی حیا نے یون کہا / ایک انگڑائی سی ہم دونو کی رسوائی ہوئی

مین تو راز دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے / جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

کیسی ہی مستی مین بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ / اونکو انگڑائی بھی آتی ہے تو شرمائی ہوئی

آنکھ اوٹھی پر نہ اٹھے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا / آڑ مین گھونگھٹ کی آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ رے بیتابی شوق وصال — شرم سے بھی کھنچی نگاہوں سے تماشائی ہوئی

جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھوں نے کہا — ہیں یہ سب پائی نگہ کی شوخیوں کمائی ہوئی

وصل میں خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا — شرم بھی جائی تو میں جانون کہ تنہائی ہوئی

غمزہ و ناز و ادا سب میں حیا کا ہے لگاؤ — ہائے ری بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

اوٹھ گیا پردہ تکلف کا اوٹھے جب اونکے ہاتھ — آ کے حسن و عشق میں مشاطہ انگڑائی ہوئی

کیا پہلے پھولے گی امید دلِ پُر آرزو — یاس کی دامن میں ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اوڑی عاشق کی تربت سی تو جھنجھلا کر کہا — واہ سر چڑھنے لگی پاؤں کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے میں مجھو افسردہ دے کے کیا امیر — دامنِ گلچین میں کچھ کلیاں ہیں مرجھائی ہوئی

غزل رنگین

کیونکر بتوں سے وصل کی تدبیر کیجیے — اللہ کیا شکایت تقدیر کیجیے

نامے میں حال وصل کا تحریر کیجیے — باطل مرا نوشتہ تقدیر کیجیے

بندوں پہ ظلم کرتا ہے خوف خدا نہیں — کیا شکوہ تیرا ای بت بے پیر کیجیے

آئینہ یہ نہیں دل عاشق ہے ای حضور — حیران اسکو صورت تصویر کیجیے

چشمک ہے کیوں اشارۂ مژگاں سے یار کا — حاضر ہے دل مرا ہدف تیر کیجیے

کافی ہے اک اشارۂ ابرو فقط مجھے — عریاں نہ میرے قتل پہ شمشیر کیجیے

لوسے کے جرم نے مجھے بیباک کر دیا — جی چاہتا ہے روز یہ تقصیر کیجیے

اوٹھیے نہ آستان صنم سے کسی طرح — زنجیر ور کو پاؤں کی زنجیر کیجیے

رنگین غم و الم میں رہی کب تلک بھلا — امداد اب تو حضرت شبیر کیجیے

غزل وحید

نہیں ہے بے یار لطف ساقی شراب ہم لیکے کیا کرینگے

جگر تلک بھن رہا ہے غم سے کباب ہم لیکے کیا کرینگے

غضب ہے نقد دل و جگر کو اوڑا کے بیٹھے ہو منہ سے بولو
ہماری دولت تو تمنے لوٹی حساب ہم سے لیکے کیا کرینگے

رہی نہ خط پڑہنے کی بھی فرصت کہ آگیا سر پہ وقت رحلت
وہ خود جو ای نامہ بر نہ آسنے جواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

سُنا جو حال مریض ہجران تو ہنسکے بولا وہ ماہ تابان
اب اوسکی جان ہی پہ آبنی ہے حجاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

ہے غم سے دل داغ داغ اپنا کہاں ہے ایسا دماغ اپنا
ملا نہ اوس گل کا گر پسینہ گلاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

اسی پہ ٹھہری ہے گر صفائی بہلا پہر اسمین ہے کیا بُرائی
پسند دل ہو تو آپ ہی رکھیئے جناب ہم سے لیکے کیا کرینگے

وحید ہمکو ذلیل و ابتر کہین نہ اہل نظر تو بہتر
ہمین تو ہے ننگ نام سے بھی خطاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

غزل لا اعلم

شرار غم سے ہے دل برشتہ کباب ہم سے لیکے کیا کرینگے
بہہ خون جگر سے ٹپک رہا ہے شراب ہم سے لیکے کیا کرینگے

کہا یہ قاصد نے اوس سے جا کر کہ تیرا عاشق عذاب مین ہے
وہ شوخ شوخی سے تب یہ بولا ثواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

جواب نامہ اگر لکھے وہ تو نامہ بر اوس سے صاف کہنا
تجہے بولایا ہے او ستمگر جواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

ہمارے دلبر کو بے حجابی سکھائی ساقی نے مے پلا کر
وہ بے تکلف یہ کہہ رہا ہے نقاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

محبت مین نہین ہی فرق جینے اور مرنیکا | اوسی کو دیکھکر جیتے ہین جس کافر پہ دم نکلے
کہان میخانے کا دروازہ غالب اور کہان واعظ | پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تہا کہ ہم نکلے

غزل شکوہ

مرادین دل کی برآوین تمہارا حوصلہ نکلے | کوئی اہل وفا ڈہونڈہ ہو اگر ہم بیوفا نکلے
مین بیتابی سے دلکی ٹہوکرین کہاتا ہون گلیمین | کہ شاید یار کے کوچے کا کوئی راستہ نکلے
اگر کچھ رحم بہی آیا حیا سے کچھ نہین کہتے | مین پر ارمان کا ارمان ہون میرا ارمان کیا نکلے
ہجوم بیخودی کے جوش مین کیون لیچلی مجھکو | خدا جانے وہ کیا پوچھین زبان سے میری کیا نکلے
فدای کوچہ دلدار کرنا میرے لاشے کو | کہ بعد از مرگ کچھ حسرت تو دلکا حوصلہ نکلے
نہ گہور و کہینچ لائی اسطرف بہی دل کی بیتابی | نہین اسمین خطا والنستہ ہم بہولے سے آنکلے
سُنا ہے جبسے وہ فریاد کرنیسے بگڑتے ہین | گلا گہونٹتا ہے ہاتہو نسے کہ تا بیصدا نکلے
شکوہ ہمسے وہ کہتے ہین ہمین کیون پیار کرتا ہے | اوہی چاہو کہ جس سے دل لگانیکا مزا نکلے

غزل شمیم

مسکراتے شرم کہاتے بال سلجہاتی ہوئی | آتے ہین کس کس نزاکت سے وہ بل کہاتی ہوئی
مست ہین جوبن مین انکے اور نشے مین چور ہین | جہومتے آتے ہین میخانے سے اتراتی ہوئی
جو گیا ملک عدم اس دہر نافرجام سے | آج تک ہمنے نہ دیکہا اوسکو پہر آتے ہوئی
ہو گیا بلبل کو بس اپنی اسیری کا یقین | دیکہکر صیاد کو گلزار مین آتے ہوئے
کیون نہ ای صیاد ہو رشک چمن میرا بدن | مین وہ بلبل ہون کہ گذری عمر گل کہاتی ہوئی
شرگین آنکہین چرا لیتے ہین اپنی شرم سے | دیکہتے ہین جبکہ مجہ بیمار کو آتے ہوئی
جنکو دعوی تہا جو انمردی کا انکی ہم [illegible] | اونکو اب ہم دیکہتے ہین ٹہوکرین کہاتی ہوئی

غزل کیف

ہاتھ [illegible] اپنے عشق [illegible] کہا ہوئی | دل کو کوئی یار سے لاتے ہین بہلاتی ہوئی

جو سواری کا تری کب پھرتے ہیں دکھلاتی ہوئی ... حسرتین کیا کیا نہ ہم لیجا ئینگے جاتی ہوئی

اس جہان میں تو نہ نکلا قدر دان دل کا کوئی ... چلئیے بازار قیامت میں بھی دکھلاتی ہوئی

اے عدم کے جانیوالو تم چلو آتے ہیں ہم ... کوئی دم پھر اس سرا میں اور سستاتی ہوئی

ساکنان دیر و کعبہ کس قدر نادان ہیں ... اک سر لیسے چلیے نا فہمونکو سمجھاتی ہوئی

اس خرابی سے نکالا یار نے گھر سے مجھی ... میرے گھر تک غیر آئے مجھکو سمجھاتی ہوئی

فکر زاد راہ کیا ہمکو طریق عشق میں ... کوہ جانان تک پہونچ جائینگے غم کھاتی ہوئی

ضبط کر آہون کو اے دل ہے در یار نزد ... نالے آتے ہیں ابھی سر اپنا ٹکراتی ہوئی

عاشق صادق ہون کیف اور بس صاحب عصمت کا [illegible] ... خواب میں بھی شرم آتی ہے جیسے آتی ہوئی

غزل صبا

وہ یکایک باغ میں پونہچے جو اٹھلاتی ہوئی ... کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتی ہوئی

عشق کہتے ہیں جسے وہ موت کا پیغام ہے ... اونگتے کو کچھ نہیں ہی دیر سوجاتی ہوئی

تم ذرا پہلو سے اوٹھے ہم پھڑک کر رہ گئے ... یون بھی دیکھا تھا کسی کا دم نکلجاتی ہوئی

واہ رہی بیتابی دل یار جبتک آئے آئے ... نالے پونہچے عرش پر قصر فلک ڈھاتی ہوئی

شرع میں ہم ہیں وہ کیون ایسے میں آتے نہیں ... فائدہ پھر قبر پر آئے جو [illegible]

پھولے جاتے ہو چمن میں سرو پر شمشاد ہے ... بوٹے سے قد پہ چلنا [illegible]

میکشوں کی تو رنگ ایسا جما یا چاہیے ... واعظ آئین بیٹھون پہ ہو لیان گاتی ہوئی

وصل کا وعدہ بھی ہو سکتا نہیں آنا نہیں ... منہ تھکا جاتا ہے کیا اقرار فرماتے ہوئی

ہے نسیم صبح کا عالم خرام ناز میں ... سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہو چونکاتی ہوئی

ہاے ار کیا کہکے سمجھائیں دل بیتاب کو ... اونسے ہم کہتے رہے کہ جا کچھ جاتے ہوئی

غنچۂ لب تیری انہیں یا تو نکا دلکو داغ ہے ... کیا شگفتہ ہو گیا دیکھا جو گل کھاتی ہوئی

یار کیسی آ دوس برج سنبلہ پہ پڑ گئی ... چڑھ گئے کوٹھے پہ تم جو بال سلجھاتی ہوئی

مژدۂ فصلِ بہاری ای صبا سننا نصیب
گرڈہی لیکر آئین گلرو ناچتے گاتے ہوئے

غزل خلیل

تیرے لیے ہمنے سبکو بھلایا او بُتِ ماہ لقا بے
اپنا تجھے ہمنے پھر بھی بنایا او بُتِ ماہ لقا بے

سبکی نہین ہم ہو لگے بیٹھے بلکہ بیانتک نوبت پونہچی
دیر و حرم کو ہمسے چھڑایا او بُتِ ماہ لقا بے

فرش زمین سے عرش برین تک خوب لبا ہم ڈہونڈ ہا ئے
تیرے سوا کوئی اور نپایا او بُتِ ماہ لقا بے

بہت سے دلبر ہمنے دیکھے ایک سے ایک حسین لیکن
نظر و ذہن میری تو ہی سمایا او بُتِ ماہ لقا بے

رسوا اور خوار و ذلیل ہوئے کیا بدنام خلیل ہوئے
دل مین یہ تیری کچھ بہی نہ آیا او بُتِ ماہ لقا بے

غزل وحید

سوجہتا پہلے سے الفت کا جو انجام مجھے
ایسے صدمے نہ دکہاتا دلِ ناکام مجھے

مین تو خود چاہتا ہون ہجر مین نالہ کرون
لینے دیتا نہین درد جگر آرام مجھے

الفت رخ نہ اگر راہ نمائی کرتی
کون لاتا طرفِ کوچۂ اسلام مجھے

سرِ بالین تیرے کشتون کے قضا کہتی تہی
کرگئی تیغ ادا مفت مین بدنام سے مجھے

دیکھ اتنا نہین کرتے کبھی انسان کو خراب
ابتو دم لینے دے ای گردشِ ایام مجھے

زندگی بھر تو قرارِ دلِ شیدا معلوم
دم نکل جائے تو شاید ہو کچھ آرام مجھے

بیطرح آج سے ہے صیاد اسیرون کا ہجوم
مارڈالے نہ کہین کشمکشِ دام مجھے

وہ مقید ہون کہ چھٹتے ہی لگا زندان مجھے
اور ہی دام مین لایا دلِ ناکام مجھے

وہ شرابی ہون کہ نشے سے جو ہشیار ہوا
دردِ سر ہو گیا بیماری سرسام مجھے

وہ مسافر ہون کہ دنیا سے چلا ہون گہر کو
جاہی پُر خوف و خطر مین ہوئی ہر شام مجھے

ہون وہ محروم کہ جب دور ہوا ہے آخر
ای وحید آئی ہے پھر یاد مئے جام مجھے

غزل عارف

پیچ مین لا ئینگی کیون زلفِ سیہ فام مجھے
تہا نہ آغاز مین معلوم یہ انجام

اورون کو بوسہ دیتے ہو دشنام مجھے
پائین سب مطلب دل ورہوا الزام مجھے

نامہ برسے یہ کہا بدلے جواب خط کے
گالیان دونکا جواب بھیجیگا پیغام مجھے

خط مرا پھاڑ کے قاصد سے خفا ہوکے کہا
اب نہ لانا کوئی نامہ کوئی پیغام مجھے

ہجر مین اس دل بیتاب نے نالے کرکے
سارے عالم مین کیا خوب سا بدنام مجھے

یون تو لاکھون ہین حسین اونسے مگر کیا مطلب
مین تو عاشق ہون ترا اورسے کیا کام مجھے

ٹال دیتا ہے وہ ہر روز یہ فقرہ دیکر
مین ضرور آؤنگا کل آج ہے کچھ کام مجھے

نزع مین لگ گئین چھت سے مری آنکھین جسدم
یاد آیا وہ ترا آنا لب بام مجھے

کمسنی کا تھا تقاضا نہ چھپا راز نہان
خود ہی رسوا ہوے سب مین کیا بدنام مجھے

زلف شبگون کا تصور جو بندھا ہے دلکو
صبح غم فرقت دلبر مین ہوئی شام مجھے

آب ودانہ نے مرے کنج قفس دکھلایا
ورنہ صیاد تو کیا لاتا تہ دام مجھے

ہچکیان لیکے مین شیشے کیطرح رونیلگا
آگیا یاد جو وہ ساقی گلفام مجھے

یا الٰہی کہین وہ دن ہو کہ قاصد یہ کہے
مژدۂ وصل مبارک سے ملے انعام مجھے

گرمیان باغ مین اغیار سے کرتی عارف
کیا کہون کیسا جلاتا ہے وہ گلفام مجھے

غزل شہناست

کر گیا عشق ترا جیسے کہ ناکام مجھے
کسی کروٹ کسی پہلو نہین آرام مجھے

ذلتین دیکھ چکا اور خوب سا رسوا بھی کیا
دیکھنا اب تو ستا اے دل ناکام مجھے

جس طرف جاتا ہون سب کہتے ہین مجنون مجھکو
ہائے اس عشق نے کیسا کیا بدنام مجھے

ہجر مین جان پہ کیون ایسے گذرتے صدمے
گر نہ الفت مین پھنساتا دل ناکام مجھے

کر کے پابند دل وجان کو محبت مین تری
نہ کسی کام کا رکھا بت خودکام مجھے

اس دل عاشق شیدا کا برا ہو یارب
آپ برباد ہوا کر گیا بدنام مجھے

ساغر چشم صنم کا یہان مستانہ ہون
حورین آنکھون سے اوٹھا دینگی وہان جام مجھے

مصحف رخ کی قسم عاشق گیسو ہوں میں — کفر سے انس ہے بہاتا نہیں اسلام مجھے
سحر ہجر کا شب بھر مجھے دہڑکا ہی رہا — وصل میں بھی نہ ملا رنج سے آرام مجھے
حسرتیں دل کی بھی کوئی نہ نکلنے پائیں — درد ہجران نے ابھی سے کیا ناکام مجھے
ظلمت برقعہ گیسو نہیں عارض کے تلے — پر وہ صبح میں آتی ہے نظر شام مجھے
پھول کر غنچہ دل میرا شگفتہ ہوتا — گر کبھی گود میں لیتا وہ گل اندام مجھے
کیا شہامت تھی نہ آئیں کہ ذلت ہوگی — اب دکھائی دیا اس عشق کا انجام مجھے

غزل آغا

نکلنا سخت مشکل ہو نہ کیونکر کوہ قاتل سے — تڑپتے ہوں جہاں عاشق ہزاروں مرغ بسمل سے
ترے کوچے میں او ظالم نہ آتا میں — مگر مجبور ہوں کچھ بس نہیں بیتابی دل سے
ہٹا دو اونکو بالیں سے مرے وہ خوف کھائینگے — سنا ہے دم نکلتا ہے بہت عاشق کا مشکل سے
نہوں عاشق تو پوچھے کون معشوقوں کو دنیا میں — جہاں میں قدر ہے گل کی فقط عشق عنادل سے
جھجکنا سخت کہنا روک لینا اور ہنس دینا — یہی رہتے ہیں جھگڑے رات کو مجھسے اور اوس گل سے
الٰہی دیکھئے کس دن وہ سوئیں آکے پہلو میں — یہی رہتی ہیں باتیں رات دن دو دو پہر دل سے
تپ فرقت سے ایسا پڑ گیا ہے ضعف اے آغا — کہاں کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہوں مشکل سے

غزل رنگین

پھنسا ہوں سخت آفت میں لگا کر آنکھ قاتل سے — بنی ہے جان پہ یارب صدا آتی ہے یہ دل سے
مسیحا سے بھی اس درد کا درماں نہیں ممکن — فراق یار کا مارا ہوا بچتا ہے مشکل سے
ذرا انصاف سے قاتل پھڑکنا دیکھ عاشق کا — تڑپ دل کی سوا ہے اضطراب مرغ بسمل سے
گلی میں یار کے اے آسمان آرام کرنے دے — یہانتک بیٹھتا اوٹھتا ہوا آیا ہوں مشکل سے
کیا اس مرتبہ جذبہ دل مجنوں نے خود رفتہ — تڑپ کر لیلی بے پردہ نشین نکلی ہے محمل سے
یہانتک کھینچ لائی بے اجازت دل کی بیتابی — خفا کیوں آپ ہوتے ہیں اوٹھی جاتی [illegible]

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دل کو قرار آتا
تڑپتے ہین فراقِ یار مین ہم نیم بسمل سے

اسی کافر کے ہاتھون سے گرفتار مصیبت ہون
نہین کچھ آپسے شکوہ شکایت ہی مجھے دل سے

اٹک جائیگی جان آکر بوقت ذبح آنکھون مین
ترے دیدار کے طالب کا دم نکلیگا مشکل سے

تعلق یار جانی کا نچھوٹے گا نچھوٹیگا
مثل مشہور ہے دل کی لگی بجھتی ہے مشکل سے

نکل جائیگا پہلو سے تڑپ کر درد فرقت مین
ملوگے ہاتھ اے رنگین جو غفلت کی قرار دل سے

غزل وحید

مین نے مانا کہ تمہین کام تہا فرصت بھی نہ تھی
دور سے شکل دکہا جاتے یہ صورت بھی نہ تھی

جی پہ جب بنگئی عاشق کے تو کیونکی تکلیف
اب یہان آنے کی ایسی تو ضرورت بھی نہ تھی

دل ہے بیتاب نہ تہا جس سے یہ آنسو نکلے
یار دو روز سے قابو مین طبیعت بھی نہ تھی

بدزبانی جو وہ کرتے ہین یہ کیا باعث ہے
گالی دینے کی تو ایسی کبھی عادت بھی نہ تھی

کیا کہون کیون مجھے الفت مین کیا لئے خراب
کچھ مرے ساتھ کبھی اسکو عداوت بھی نہ تھی

جبتلک دل مین رقیبون کے نہ تہا مجھسے غبار
اسقدر آپ کی خاطر مین کدورت بھی نہ تھی

جان دی ہجر مین تمنے تو بہت خوب کیا
اور لینے ملنے کی وحید اب کوئی صورت بھی نہ تھی

غزل حجاب

غضب جوڑے کی بندش ہے قیامت کیا بالا ہے
قدم ہتون پہ ہی گٹھرا بدن سانچے مین ڈہالا ہے

سلونا پن غضب کا ہے نہ گورا ہے نہ کالا ہے
ترا معشوق جوبن مین زمانے سے نرالا ہے

اٹھا یا قامت جانان سے گل کا فتنہ ہو گیا برپا
ہوا اس ہی نہین جیسے کہ ہوش اپنے سنبہالا ہے

قضا آتی ہماری تم اگر اسدم چلے آتے
تمہین مردہ کا نہین دم سے اجل کو جسنے ٹالا ہے

تہی فرقت مین طفل اشک نظرون سی گرا جاتا
وگرنہ یہ وہ لڑکے ہین جنہین آنکھون مین پالا ہے

ہمیشہ ہو گئے صاحب کہانتک آزماوگے
گلے لگ جاؤ کیا ہر روز کا جھگڑا نکالا ہے

کان بنواتے ہین منعم عبث اس دار فانی مین
حجاب آیا ہے جو اسجا وہ اکدن جانیوالا ہے

غزل شہیدی

غضب ہی اوس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہے
نیا تابوت جسکے کوچے سے ہر دم نکلتا ہے

نہ رکھہ آنکھوں پہ میری آستین لطف اے ہمدم
کہ اشک سرخ کے ہمراہ دلکا غم نکلتا ہے

دکہا کر اپنی آرائش پری مجھکو نہ دہوکا دے
کسی کے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہے

نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو
یہ کس رکہا ہے ظالم نے پہنسا دل کم نکلتا ہے

سمجہ کر اجنبی مین جس سے دلکا راز کہتا ہون
خجل ہوتا ہون کیا کیا جب وہ محرم نکلتا ہے

بنا دیتا ہے کوچہ فقر کا تیرے کو بہی پہلا
کہنچا جب جنتری مین تارہ کا سب تخم نکلتا ہے

شہیدی ہی نہین واقف مگر اتنا تو واقف ہین
کوئی راتوں کو یان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

غزل نور

حرارت سے تپ فرقت کی دل سینے مین جلتا ہے
غضب کی آگ بہڑکی ہے دہوان منہہ سے نکلتا ہے

جو مین نے یار سے پوچھا تمہین کس سے محبت ہے
تو وہ ہنسکر لگے کہنے تمہین پر دم نکلتا ہے

کہو اوس بیوفا سے بام پر آنا مناسب ہے
جنازہ تیرے عاشق کا ادہر سے اب نکلتا ہے

خیال آتا ہے قاتل کو جو میری بیگناہی کا
بہانے سے وہ مہندی کو کف افسوس ملتا ہے

لگی ہچکی جو مجھکو شکل مینا یاد ساقی مین
تو سمجھے دیکہنے والے کسی پر دم نکلتا ہے

ستم ڈہایا خفا ہونے نے اونکے جان مضطر پر
وہ کیا روٹھے کہ خنجر ہی گلی پر رگ کی چلتا ہے

بتو نکلا سوم دل ہوتا ہے میری آہ سوزان سے
وہ پتہر تاثیر ہین نالے کہ پتہر بہی پگہلتا ہے

مرصع ہی غزل کیا کیا دُرِ مضمون نکالے ہین
ہمیشہ نور وصف لعل لب مین لعل اوگلتا ہے

غزل ابصر

تری زلفون مین دل اولجہا ہوا ہے
بلا کے پیچ مین آیا ہوا ہے

صفائی تیری عارض کی ہے ایسی
کہ آئینہ کو بہی سکتا ہوا ہے

بتون پر رہتی ہے مائل ہمیشہ
طبیعت کو خدایا کیا ہوا ہے

وفا ہو یا جفا ہم سب مین خوش ہین　کرین کیا تم پہ دل آیا ہوا ہے
ہوئی ہے عشق ہی سے حسن کی قدر　ہمین سے آپ کا شہرہ ہوا ہے
نہ کیونکر لوہی خون نامے سے آئے　اوسی جلاد کا لکھا ہوا ہے
کہون کیا حال اگلی عشرتون کا　وہ تہا اک خواب جو بہولا ہوا ہے
چلے دنیا سے جسکی یاد مین ہم　غضب ہے وہ ہمین بہولا ہوا ہے
نہین بیوجہہ ہچکی آرہی ہے　ہمارا کچھ نہ کچھ چرچا ہوا ہے
پریشان رہتے ہو دن رات اکبر　یہہ کسکی زلف کا سودا ہوا ہے

غزل احباب

جو ہمسے آج وہ دلبر خفا ہے　خدا جانے ہماری کیا خطا ہے
خفا رہ تو اگر ہم سے خفا ہے　نہ بول ای بت ہمارا بھی خدا ہے
اونہین زلفون کا پہر سودا ہوا ہے　بلا کا سامنا اچھا ہوا ہے
جو پہر پہر کر اوسی کو دیکھتا ہے　یہ دل ہے یا کوئی قبلہ نما ہے
رہا کرتے ہین جسکی یاد مین ہم　ہمین وہ سنگدل بہولا ہوا ہے
نکل سکتا نہین قید جنون سے　محبت زلف کی زنجیر پا ہے
نظر پہر کر جدہر مین دیکھتا ہون　سوا تیرے نہ کوئی دوسرا ہے
ہمیشہ یاد مین پہرتا ہون جسکی　غضب ہے ہمکو وہ بہولا ہوا ہے
پریشان دیکہکر کہتے ہین احباب　یہ کسکے دام گیسو مین پہنسا ہے

غزل قرار

اٹھا نہ رہنے دے جہگڑے کو یار تو باقی　رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی
فنا ہے سب کے لیے مجھپہ کچھ نہین موقوف　یہ رشک ہے کہ اکیلا رہیگا تو باقی
عبث یہ کد سے ہے مری ساتھ ای محب تجھکو　رہونگا مین نہ ہما نیر نہ اور تو باقی *

شہر شہر ملک الموت روح قبض نہ کر — ابہی وصال صنم کی ہے آرزو باقی
ہٹا نہ خنجر مژگان گلے سے ای قاتل — ابہی ہے تجہہ مین تڑپنے کی آرزو باقی
جو روبرو مرے آجاے وہ پری پیکر — رہے نہ زاہد و دم بہر مرا وضو باقی
جلایا ہے تپ ہجران نے اسقدر مجہکو — طبیب جسم مین اپنے نہین لہو باقی
ہمارے پہول اوٹہا کر وہ بولا غنچہ دہن — ابہی تلک ہی محبت کی اسمین بو باقی
کنوے مین قید ہوے جبکہ حضرت یوسف — رہی نہ عشق مجازی کی آبرو باقی
جو قتل کرتا ہے تو پر بہی کہول دے صیاد — کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی
ہمارے ساتہہ جو سو یا وہ گل گلے لگ کر — رہی مہینون تلک بہینی بہینی بو باقی
لگا کے چہاتی سے ہمکو وہ گل یہ کہتا ہے — لپٹ لے اور اگر ہووے آرزو باقی
گلے کا ہار کرین کیا تجہے گل رعنا — رہی نہ مہر و وفا کی وہ تجہہ مین بو باقی
وصال یار کی کیا کیا نہ ہمنے فکرین کین — رہی نہ کوئی زمانے مین جستجو باقی
کمر حسینونکی عنقا ہے کچھ کلام نہین — مگر ثبوت دہن مین ہے گفتگو باقی
کیا تہا آپنے وعدہ کہ بوسہ کل دینگے — اب اس مین آپکو کیا ہیگی گفتگو باقی
لو آج اوسکو بہی دل کے سبب ڈبو بیٹہے — ذرا ملمسو رہی تہی جو آبرو باقی
ہمین تو بیچلا صیاد کرکے دام مین قید — چمن مین رہ گیا افسوس یار تو باقی
قرار بحر جہان مین اسے غنیمت جان — جو اس زمانے مین رہ جائے آبرو باقی

غزل عالم

خدانے اوس پری کی نور کی صورت بنائی ہے — پہسلتی ہے نگہ ایسی یہ عارض کی صفائی ہے
نہین ہین بال چوٹی کے گل رخسار جانان پر — تماشا ہی گلستان مین گہٹا گہنگہور چہائی ہے
کیے ہین ہونٹ نیلے وصل کی شب بوسے لیکر — بہانہ شرم سے کرتے نہین مسی لگائی ہے
سبب کہلتا نہین آزردگی کا سخت حیران ہون — اوتار دینگے کیسے نظرون سے کیون تیوری چڑہائی ہے

نکلے جاتی ہے پھر بیتابی دل کھینچکر مجھکو
قسم ناحق وہ معشوق پر جانیکی کہائی ہے

سنبہالو دلکو اپنے بھی نہین بیتابیان اچھی
کدر آج جو وہ نور ہے تو کل صفائی ہے

جنازہ یار کے در پر مرا رکھکر یہ کہہ دینا
جسے تم کو پیار کرتے تھے اوسکی لاش آئی ہے

عجب حیران ہون عالم یہ سہم آشنائی ہے
کہ منہ پہ خاک اڑتی ہے مگر دل مین صفائی ہے

غزل حسرت

سُنا ہے اونکو منظور نظر تیغ آزمائی ہے
یہان شوق شہادت نے مری گردن جھکائی ہے

ارے او بیوفا جبسے طبیعت تجھپہ آئی ہے
بجا ہی روح قالب مین تری الفت سمائی ہے

سمجھکر عاشق جانباز اتنا مت ستا ہم کو
اوسی نے دل دیا جسنے تری صورت بنائی ہے

سر مرقد جو آتے ہین تو کہتے ہین خدا بخشے
ہمارے عشق مین اسنے بڑی ایذا اوٹھائی ہے

ہر اک عضو بدن دلچسپ ہر موی مژہ نشتر
حسینان جہان سے بھی عجب تیری کیبائی ہے

سوے گور غریبان جب گیا وہ فتنۂ محشر
عدم مین غل مچا اوٹھو قیامت سر پر آئی ہے

نہ اوسکے چشم جادو سے کہے دیتے ہین ہم حسرت
حذر اسنے کرو دیکھو یہ آنکھونکی لڑائی ہے

غزل

خبر ہمنے تمہاری غیر سے ملنے کی پائی ہے
اسی باعث تو جھنجھلا کر ہر اک سے ہمنے لڑائی ہے

ہوے بدنام لاکھون مین ہزارون گالیان کہائین
تمہارے واسطے کیا کیا نہین باتین اوٹھائی ہے

گمان ہے سارے عالم کو شفق پھولی بدخشان مین
لب نازک پہ لالی پان کہانسے جو آئی ہے

خدا حافظ ہے جاتے ہین نہ آئینگے نہ آئینگے
کوئی جا او ڈھونڈھینگے پڑی ساری خدائی ہے

جو آنا ہو تو جلد آؤ عبث کیون دیر کرتے ہو
عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے

خفا بیٹھے ہو چین ماتھے پہ اتنا کیون یہ برہم ہو
کسی کا خون کر ڈالو گے کیا جی مین سمائی ہے

غزل قیصر

اگلی باتین نہ رہین اور وہ الفت نہ رہی
تم کو اے جان جہان ہمسے محبت نہ رہی

ہو گیا شیشے سے نازک دلِ محزون اپنا
کون اب ناز اوٹھاوے وہ طبیعت نہ رہی

ای صنم بندہ ہوئے تیرے خدا کو بھولے
منہہ دکھانے کی کوئی حشر مین صورت نہ رہی

پابزنجیر ہوئے ہجر وہ ہوئے پردہ نشین
اونسے اب کوئی ملاقات کی صورت نہ رہی

وعدہ آنیکا کیا اور نہ آئے مرے گھر
مین نے پوچھا جو سبب بولے کہ فرصت نہ رہی

ضعف اس درجہ بڑھا ہے تب ہجران سی مجھی
تا درِ یار پہونچنے کے بھی طاقت نہ رہی

کوی جانان سے بھی برباد کی تو نے مری خاک
ای صبا کون سی دن تجھ کو کدورت نہ رہی

وصل بھی ہو چکا فرقت بھی ہوئی غم بھی ہوا
اب مرے دل مین کسی طرح کی حسرت نہ رہی

رنج سے درد جدائی سے اذیت سی بچی
شکر ہے خوب ہوا آپ سے اُلفت نہ رہی

نزع کا وقت ہے ہونٹوں پہ دم آ پہونچا ہی
ای مسیحا ترے بیمار مین حالت نہ رہی

مل گئے خاک مین خاقان و سکندر قیصر
مٹ گئے ایسے کہ خاکِ سرِ تربت نہ رہی

غزل فائز

ہماری آنکھون مین ای پری وش ترا تصور جما ہوا ہے
جدہر کو دیکھا تجہی کو دیکھا کہ گویا تو ہی کھڑا ہوا ہے

تری جفا و ستم کا ہرگز نہ مجہہ کو شکوہ نہ کچھ گلا ہے
مگر یہہ پوچھون ہون تجھسے پیارے تو مجھسے کیونکر خفا ہوا ہے

وہ شب کو سونیکے وقت لیٹے تو مین نے چھیڑی کہانی اپنی
کہا یہہ قصہ بچھیڑو صاحب کہ یہہ تو میرا سنا ہوا ہے

کوئی تو جا کرکے دیکھو یارو کہ شہر مین ہے یہ شور کیسا
مگر وہ نکلا ہے گھر سے باہر جو ایک محشر بپا ہوا ہے

نہ جاؤ گلشن مین میرے پیارے عبث ہی جانا وہان تمہارا
ہمارے سینے مین آکے دیکھو کہ کیسا لالہ کھلا ہوا ہے

جو یار جانی تھے سب ہمارے وہ آہ سوی عدم سدہارے
ہمارے دل کو بھی اب تو ہر دم سفر کا کھٹکا لگا ہوا ہے

کبھی ہون روتا کبھی ہون ہنستا کبھی گریبان کو ٹکڑے کرتا
تو مجھ سے کہتے ہین دوست تیرے کہ تجھکو فائزہ یہ کیا ہوا ہے

غزل وحید

کس وقت تیرے رخ پہ زلف دوتا نہین ہے
کب روشنی کی دشمن کالی بلا نہین ہے

ہم اپنے حال دل کا سب کہہ چکے فسانہ
کہتے ہو کس مزے سے ہمنے سنا نہین ہے

قاصد کی جان جائے پرزے کرین وہ خط کے
تقدیر مین ہماری کیا کیا لکھا نہین ہے

دل ہے کہین ہمارا آنکھین کہین ہماری
کوئی تو کھو گیا ہے جسکا پتہ نہین ہے

ہم آپ سے پھنسے ہین قید بلا مین آکر
او دام زلف مشکین تیری خطا نہین ہے

وہ ظلم ابتدا مین کتنے کیے ہین مجھ پر
جس ظلم کی جہان مین کچھ انتہا نہین ہے

شبنم پہ گل ہنسا تھا کمہلا گیا خزان سے
رونے پہ یان کسی کی ہنسنے کی جا نہین ہے

کہتا ہے عاشقونکو کرکے قتل ظالم
اب خون بیگناہان کہیے روا نہین ہے

اب تم وحید واقف کس رنگ سے نہین ہو
فیض بشیر سے یہان کچھ [illegible] نہین ہے

غزل داغ

چلے ہو لیکے دل ہمراہ تم آنا یہان پھر بھی
کرم کرنا ہمارے حال پر اے مہربان پھر بھی

ابھی سمجھے نہین تم ماجرای دل کی کیفیت
سنائینگے تمہین ہم ایکدن یہ داستان پھر بھی

غش آیا ہاتھ کانپے تیغ کی ٹکڑی ہوی آخر
کہو تو سخت جانونکا کروگے امتحان پھر بھی

نکل آیا ہے خط ہر چند تیری روی گلگون پر
نکلتی ہی مگر اک بات سچ مین داستان پھر بھی

لیے ہین امتحان کیا کیا کوئی انصاف سے دیکھے
رہا وہ بیمروت ہاے ہمسے بدگمان پھر بھی

مجھے ہے داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا
دوبارہ جاکے آتی ہے کہین عمر روان پھر بھی

اشعار مختلفہ

عجب کچھ حالت دل ہے جہان دیکھی نئی صورت
ہماری عشق مین صاحب ہلال عید کی صورت
دیکھتی ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
کیا ہمین اک مثل گوہر غلطان آوارہ ہین
انکار رہا خواب مین بہی وصل سے اونکو
جب کہا اونسے کسی نے آپکو کس سے ہی عشق
نام میرا سنتے ہی شرما گئے
اس قدر لطف نہ فرماؤ شب وصل مین تم
تا اشارے کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
انداز اپنا آئنے مین دیکھتے ہین وہ
برابر آئنے کے بہی نہ سمجھے قدر وہ دلکو
بنا کر آئنہ خود بین کیا آئینہ رویون کو
جو بات کل تہی ملاقات مین وہ آج نہین
نظر لطف و کرم یار کی اب وہ نہ رہی
اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
مرے دست گستاخ وہ ڈھونڈھتے ہین
خطا ثابت کرینگے اپنی اور ہم اونکو چہیڑینگے
بعد رنجش کی مزہ ملنے سے کچھ حاصل نہین
غیرون سے آنکھ آپکی ہر دم لڑی رہی
دیکھتے ہی اس ادا کو ہم تو ظالم مر گئے

دل ناداں مچلتا ہے کہ ہم تو لبس ہی لینگے
ہزارون اونگلیان اوٹھین چلے ہر سو تو ہم نکلے
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
ہمسے دنیا مین بہت پاکیزہ گوہر ہوگئے
معشوق کسی حال مین غافل نہین ہوتا
دیکھتے ہین پیار سے شرما کے اکبر کیطرف
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
مین نے اس ڈر سے کبہی اوسکو اشارہ نکیا
اور یہہ بہی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہو
اسے زیر قدم رکہا اوسے پیش نظر رکہا
ہمین حیرت ہی ہمنے کیا بگاڑا تھا سکندر کا
برا نہ مانیئے دو دن کا پیار دیکھ چکے
پہلے اک بات جو تہی پیار کی اب وہ نہ رہی
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
جو محرم مین حضرت چہپائے ہوئے ہین
سنا ہے اونکو غصے مین جہمٹ جانیکی عادت ہے
گر تمہین کی لغت نہین اپنا ہی ہے وہ دل انہیں
کیون جی ہمارے سامنے چلمن پڑی رہی
یہہ کہا تہا کسنے یون چلمن اوٹھا کر چھوڑ دو

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
پہر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین ✤
اس طرف کو دیکہنا ہی ہے تو شرمایا ہوا
مین نے جو مونہہ کہا تمہین الفت مری نہین
لکہکر زمین پہ نام ہمارا اوٹہا دیا
نہین ہے گرد دامن سرخ سنجاب
کہتے ہو کہ بس دیکہ لیا ہمنے ترا دل
عجب ترکیب پائی ہے تری عنصر نے القاتل
تکلف کیا ہے چیتے نے اگر پائی کمر پتلی
کے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین ✤✤
انگڑائی بہی وہ لینے نپائے اوٹہا کے ہاتہ
غضب کے دن ہین جوانی پہ ہین وہ آئی ہوئی
دیا ہے بوسہ اوسے پہیر لو تو ہم جانین
وہ چیز نہین دل کہ ہین وہ باتون مین دیدون
دل کو سمجہے تہے کہ اوس بزم سے لے آئینگے
اک روز کہا مین نے اکیلا اونہین پاکر
منہہ پہیر کے شرما کے لگے کہنے کہ اچہا
کون آتا ہے یہ کسکے پانونکی آواز ہے
جب مین نے کہا ظلم اوٹہانے نہین جاتے
تو نہ آتا تہ ہی آواز تو آیا کرتی ✤✤
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گہر سے

جان منظور نہین تیری جدائی مجہ کو
پہر وہی زندگی ہماری ہے ✤
اب تلک ہے آنکہ مین شب کا سماں چہایا ہوا
گردن جہکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین
اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا
لہو میرا ہے دامنگیر دیکہو
دل دیکہ لیا اور پہر ارمان نہین دیکہا
قطعہ
بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی
تمہارے ہونٹ پتلی انگلیان پتلی کمر پتلی
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا ✤✤
دیکہا مجہے تو چہوڑ دیے مسکرا کے ہاتہ
اوڑہا نے پہرتا ہے جوبن پہ ہی بنا ہوا
یہ دل نہین ہے جو لیجا ؤ مسکرا کر تم
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر
ہائے اپنا ہی ہوا وان سے پہر آنا مشکل
قطعہ
جاتی ہے مری جان گلے مجہکو لگا لے
کہیو نہ کسی سے یہ قسم پہلے تو کہا لے
ہر صدائے پا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے
جہنجلا کے یہ کہنے لگے پہر ہمکو سنایا ہو
گہر بہی قسمت سے ترے گہر کے برابر نہوا
مزہ دکہلا رہا ہے اندنون دل یہ نہ پن اپنا

اک جان کے در پے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

جوانی کے مزے دکہلا رہا ہے
وہ گدرایا ہوا جوبن کسیکا

لڑکپن سے ہی مجکو عشق اس بت خوبرو سے ہی
مچل جاتا تہا ابہی دیکہکر تصویر پٹی کی

توڑتا ہے دل عاشق کو کہلونے کیطرح
یہ لڑکپن تو ترا جائیگا جاتے جاتے

جب مین کہتا ہون کہ اب جان سے گذر جاؤنگا
ہاے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچہا کبتک

اسی سے نہین دل لگاتے کسی سے
وفادار معشوق کم دیکہتے ہین

عشق کا منصب بڑا جس دم مری تقدیر نے
آہ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر مین

تم مرے سے حسن کبہی واقف نہین ہو ابرو
نام ہی سنتے ہو منہ دیکہا ہے کسدن حور کا

خط تو لکہتا ہون مگر خوف لگا ہے دلکو
محفل یار مین قاصد کا گذر ہو کہ نہو

قاصد کو موت آگئی پیغام رہ گیا
پوچہا نہ خط مرا نہ زبانی خبر گئی

یہ تو سمجہے ہین مقرر تم نہ لکہوگے جواب
خط ہی تم لیکر ہمارا نامہ بر سے دیکہنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچہ نکچہ
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

نامحرمو نکی آنکہ نہ محرم پہ جا پڑے
کرتی پہٹی ہوئی ہے دوپٹہ سنبہالئیے

اوڑہی دولائی تمنے چلنا نہ تہا ابہرکر
جوبن چہپایا تمنے لیکن چہپا نہ جانا

غیر کے گہر مین رہو کوئی وہان ہو کہ نہو
تمہین بتلاؤ ترا دل مین گمان ہو کہ نہو

ضعف سے گو نہین طاقت ہی پہ گرتے پڑتے
اوسکے در تک تو چلو تاب و توان ہو کہ نہو

عشق کا کوئی نتیجہ نہین جز درد و الم
لاکہ تدبیر کیا کیجیئے حاصل ہے وہی

پہر ہی چشم محبت سے بے پیر دیکہو
ہماری گردش تقدیر دیکہو

کیا بلا عشق ہے جیتا ہون تو بدنام ہون مین
جان دیتا ہون تو اوس شوخ کی رسوائی ہے

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

یہی ہی آنکہون پہ مرے منہہ پہ نہ تم رکہو ہاتہ
حرف مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو